23

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

16 جون 2004ء — 27 ربیع الثانی 1425ھ

www.tanzeem.org

اس شمارے میں

اندرونِ خانہ سازشیں

بد نصیبی کی انتہا

اکیسویں صدی کے یہودی

تحریکِ خدامِ کعبہ

ایں ہمہ آوردۂ تُست

دوڑو اللہ کی طرف

ابوغریب جیل سے بیٹی نور کی فریاد

اور

عرفان صدیقی کا جواب

تنظیم اسلامی کے رفیق کے لئے

دعوت کا اوّلین میدان

کاروانِ خلافت منزل بہ منزل

اصل دہشت گرد کون؟

گزشتہ ایک ماہ کے دوران کراچی میں پے بہ پے رونما ہونے والے دہشت گردی کے واقعات دراصل ملک وملت کے خلاف ایک نہایت گہری سازش کا حصہ ہیں۔ ٹارگٹ کلنگ کے ذریعے کلمہ حق کہنے والے دینی رہنماؤں کو اپنے راستے سے ہٹانا اور مساجد اور امام بارگاہوں میں دہشت گردی کے ذریعے مسلمانوں کے مختلف مسلکی گروہوں کو باہم لڑانے کی کوشش کرنا دراصل اسلام دشمن عالمی طاقتوں کا ایجنڈا ہے جس پر وہ پوری تندہی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں اور اس طرح پاکستان کو کمزور کرنے کے درپے ہیں۔ چنانچہ حال ہی میں

مفتی نظام الدین شامزئی کی شہادت اور مسجد علی رضا کی شہادتوں

کے افسوسناک واقعات ایک ہی سلسلے کی کڑی ہیں۔ الحمد للہ کہ ان واقعات پر اہل سنت اور اہل تشیع کے چوٹی کے علماء و دینی رہنماؤں نے فہم وفراست اور حلم وتدبر کا ثبوت دیتے ہوئے ان واقعات کو بجا طور پر اسلام دشمن طاقتوں کی کارستانی قرار دیا ہے اور عام مسلمانوں کو صبر وتحمل کا درس دیا ہے۔

اس تناظر میں ہم صدر پرویز مشرف کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ وہ ان ملک دشمن طاقتوں کے دباؤ میں آ کر پاکستان پر فرقہ وارانہ دہشت گردی کے بے جا الزامات کو تسلیم کرنے اور ان کے ''منظورِ نظر'' تصورِ اسلام کو فروغ دے کر اسلام دشمن ایجنڈے کی تکمیل میں معاون بننے کی بجائے اسلام دشمن طاقتوں کی سازشوں کو ہمت و جرأت کے ساتھ بے نقاب کریں اور عراق، فلسطین اور افغانستان کی حالیہ المناک صورتحال کے اصل ذمہ دار دنیا کی سب سے بڑی دہشت گرد طاقتوں یعنی امریکہ اور اسرائیل کے وحشیانہ وظالمانہ اقدامات اور صریح بے انصافی اور جھوٹ پر مبنی طرزِ عمل کی بھرپور مذمت کریں، اور سرزمین پاکستان کو عالمی سازشوں کی آماجگاہ بننے سے روکنے میں اپنا کردار ادا کریں۔ اور اگر وہ (خود ان کے بقول) اس فساد زدہ دنیا (Disorderly World) میں امن و امان اور عدل وانصاف (Order) لانے کے خواہش مند ہیں تو اس کا واحد طریقہ یہ ہے کہ وہ کائنات کے خالق و مالک کے عطا کردہ قرآن وسنت پر مبنی نظام عدل اجتماعی کو قائم کرنے پر کمر بستہ ہو جائیں۔ اس طرح قوی امید ہے کہ کائنات کی عظیم ترین طاقت کی نصرت وحمایت بھی انہیں حاصل ہوگی اور دنیا میں حقیقی امن وامان کے قیام کی راہ ہموار ہوگی۔ بقول مفکر ومصور پاکستان، علامہ اقبال ؎

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

''تنظیم اسلامی'' کی جانب سے قومی اخبارات میں شائع شدہ حالیہ پیغام

سورۃ آل عمران (آیات 42 تا 48)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم

﴿وَاِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰکِ وَطَہَّرَکِ وَاصۡطَفٰکِ عَلٰی نِسَآءِ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ یٰمَرۡیَمُ اقۡنُتِیۡ لِرَبِّکِ وَاسۡجُدِیۡ وَارۡکَعِیۡ مَعَ الرّٰکِعِیۡنَ ○ ذٰلِکَ مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡغَیۡبِ نُوۡحِیۡہِ اِلَیۡکَ ؕ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ یُلۡقُوۡنَ اَقۡلَامَہُمۡ اَیُّہُمۡ یَکۡفُلُ مَرۡیَمَ ۪ وَمَا کُنۡتَ لَدَیۡہِمۡ اِذۡ یَخۡتَصِمُوۡنَ ○ اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یٰمَرۡیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنۡہُ ۖ اسۡمُہُ الۡمَسِیۡحُ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ وَجِیۡہًا فِی الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃِ وَمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ○ وَیُکَلِّمُ النَّاسَ فِی الۡمَہۡدِ وَکَہۡلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ○ قَالَتۡ رَبِّ اَنّٰی یَکُوۡنُ لِیۡ وَلَدٌ وَّلَمۡ یَمۡسَسۡنِیۡ بَشَرٌ ؕ قَالَ کَذٰلِکِ اللّٰہُ یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰۤی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ ○ وَیُعَلِّمُہُ الۡکِتٰبَ وَالۡحِکۡمَۃَ وَالتَّوۡرٰىۃَ وَالۡاِنۡجِیۡلَ ○﴾

''اور جب فرشتوں نے (مریم سے) کہا کہ مریم! اللہ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور پاک بنایا ہے اور جہان کی عورتوں میں منتخب کیا ہے۔ مریم! اپنے پروردگار کی فرمانبرداری کرنا اور سجدہ کرنا اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرنا۔ (اے محمدؐ) یہ باتیں اخبارِ غیب میں سے ہیں جو ہم تمہارے پاس بھیجتے ہیں اور جب وہ لوگ اپنے قلم (بطور قرعہ) ڈال رہے تھے کہ مریم کا متکفل کون بنے تو تم انکے پاس نہیں تھے اور نہ اُس وقت ہی اُن کے پاس تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ (وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے) جب فرشتوں نے (مریم سے کہا) کہ مریم خدا تم کو اپنی طرف سے ایک فیض کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح (اور مشہور) عیسیٰ بن مریم ہوگا (اور جو) دنیا اور آخرت میں با آبرو اور (اللہ کے) خاصوں میں سے ہوگا۔ اور ماں کی گود میں اور بڑی عمر کا ہو کر (دونوں حالتوں میں) لوگوں سے گفتگو کرے گا اور نیکوکاروں میں سے ہوگا۔ مریم نے کہا پروردگار میرے ہاں بچہ کیونکر ہوگا کہ کسی انسان نے مجھے ہاتھ تو لگایا نہیں۔ فرمایا کہ اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرمادیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔ اور وہ انہیں لکھنا (پڑھنا) اور دانائی اور تورات اور انجیل سکھائے گا۔''

اور یاد کرو وہ وقت جب فرشتوں نے کہا اے مریم! یقیناً اللہ نے تمہیں چن لیا ہے اور تمہیں خوب پاک کر دیا ہے اور تمہیں چن لیا ہے تمام جہان کی خواتین پر۔ تو اے مریم! اب تم اپنے رب کی فرمانبرداری کرتی رہو اور سجدہ کیا کرو اور جھکنے والوں کے ساتھ جھکتی رہا کرو یعنی نماز باجماعت کے اندر شریک ہوا کرو۔ اور اے محمد ﷺ یہ بات غیب کی خبروں میں سے ہے جو ہم آپؐ پر وحی کر رہے ہیں۔ اور آپؐ تو ان کے پاس موجود نہ تھے جب وہ یہ طے کرنے کے لئے اپنے قلم پھینک رہے تھے کہ مریم کس کی کفالت میں رہے گی۔ وہاں دوسرے Priest بھی تھے۔ ان میں سے ہر ایک چاہتا تھا کہ یہ بچی جسے اللہ کے نام پر وقف کر دیا گیا ہے میری تحویل میں رہے۔ لیکن جب قلم پھینک کر فیصلہ کرنا طے ہوا جیسے کہ زائچہ وغیرہ تیار کرتے ہیں یا اس طرح کی کوئی اور صورت تو اللہ نے حضرت زکریا علیہ السلام کا نام نکال دیا۔ اور اے نبیؐ! آپ اس وقت بھی موجود نہ تھے جب وہ آپس میں جھگڑ رہے تھے۔

اب یاد کرو وہ وقت جب فرشتوں نے مریم سے کہا: یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں بشارت دے رہا ہے ایک ایسی ہستی کی جو اس کی جانب سے خاص کلمہ ہوگا۔ اس کا نام ہوگا مسیح عیسیٰ بن مریم۔ وہ باعزت ہوگا اور دنیا اور آخرت میں مرتبے والا بھی۔ وہ اللہ کے مقرب بندوں میں سے ہوگا۔ اور وہ لوگوں سے گفتگو کرے گا گود میں بھی اور کہولت کی عمر میں بھی اور وہ یقیناً ہمارے نیکوکار بندوں میں سے ہوگا۔ کہولت کی عمر کو تو حضرت مسیح دنیا میں پہنچے ہی نہیں۔ 33 برس کی عمر تھی کہ وہ آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے جب کہ کہولت کی عمر چالیس سال کے بعد آتی ہے۔ گویا ابھی اس آیت کا تقاضا پورا نہیں ہوا۔ کہولت میں تو سب ہی گفتگو کرتے ہیں اس کے کہنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس کی ضرورت یوں تھی کہ جس طرح آپ کا پنگھوڑے میں کلام کرنا عام ضابطے کے خلاف تھا اسی طرح آپ کی کہولت میں گفتگو معجزانہ ہوگی۔ وہ کہولت کی عمر سے پہلے ہی آسمان کی طرف اٹھا لئے گئے۔ ان پر ابھی موت وارد نہیں ہوئی بلکہ وہ دوبارہ دنیا میں واپس آئیں گے پھر کہولت کی عمر کو پہنچیں گے شادی کریں گے اولاد بھی ہوگی۔ پھر اُن کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نظامِ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ دنیا میں قائم کرے گا۔ اس طرح حضرت مسیحؑ کا کہولت میں کلام کرنا بھی اُسی طرح غیر معمولی واقعہ ہے جس طرح اُن کا پنگھوڑے میں گفتگو کرنا۔

بیٹا پیدا ہونے کی خبر سن کر حضرت مریم نے کہا کہ: اے اللہ! میرے ہاں اولاد کیسے ہوگی مجھے تو کسی مرد نے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ جواب ملا: اللہ تعالیٰ اسی طرح تخلیق فرماتا ہے جو کچھ چاہتا ہے۔ ٹھیک ہے عام ضابطہ تو یہی ہے کہ اولاد ماں اور باپ دونوں سے ہوتی ہے مگر اللہ کو کسی شے کی حاجت نہیں وہ تخلیق میں کسی ضابطے کا پابند نہیں وہ اسباب اور ذرائع کا محتاج نہیں بلکہ وہ جو چاہے پیدا کرتا ہے۔ وہ تو جب کسی شے کا ارادہ کرتا ہے تو بس کُن کہتا ہے تو وہ ہو جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کو یعنی حضرت عیسیٰ کو کتاب اور حکمت سکھائے گا اور توریت اور انجیل بھی۔ یہاں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل چار چیزیں ہیں ان کے مابین تین واوٗ آئے ہیں ان میں سے دو تو واوٗ عطف ہیں اور ایک واوٗ تفسیری ہے۔ اللہ اُن کو سکھائے گا کتاب اور حکمت یعنی توریت اور انجیل۔ درمیانی واوٗ یعنی کے معنوں میں ہے یہاں توریت کو کتاب اور انجیل کو حکمت کہا گیا ہے۔ توریت میں صرف احکام تھے حکمت نہ تھی اور انجیل میں صرف حکمت ہے احکام نہیں ہیں۔ اس نکتے کو سمجھ لینے سے ساری گتھی حل ہو جاتی ہے اور اگر اسے نہیں سمجھا تو پھر ذہنوں میں پریشانی رہتی ہے۔

فرمانِ نبویؐ

باعتبارِ تلاوت انسانوں کے چار درجات اور ان کی تشبیہ

چوہدری رحمت اللہ بٹر

عَنۡ أَبِیۡ مُوۡسٰی رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ ﷺ: ((مَثَلُ الۡمُؤۡمِنِ الَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ کَمَثَلِ الۡاُتۡرُجَّۃِ رِیۡحُہَا طَیِّبٌ وَطَعۡمُہَا طَیِّبٌ. وَمَثَلُ الۡمُؤۡمِنِ الَّذِیۡ لَا یَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ کَمَثَلِ التَّمۡرَۃِ لَا رِیۡحَ لَہَا وَطَعۡمُہَا حُلۡوٌ. وَمَثَلُ الۡمُنَافِقِ الَّذِیۡ یَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ مَثَلُ الرَّیۡحَانَۃِ رِیۡحُہَا طَیِّبٌ وَطَعۡمُہَا مُرٌّ. وَمَثَلُ الۡمُنَافِقِ الَّذِیۡ لَا یَقۡرَأُ الۡقُرۡآنَ کَمَثَلِ الۡحَنۡظَلَۃِ لَیۡسَ لَہَا رِیۡحٌ وَطَعۡمُہَا مُرٌّ.)) (متفق علیہ)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''اس مومن کی مثال جو قرآن کی تلاوت کرتا ہے مانند نارنگی کے ہے جس کی خوشبو بھی اچھی اور مزہ بھی عمدہ ہے۔ اور اس مومن کی مثال جو قرآن پاک کی تلاوت نہیں کرتا تمرہ (چھوہارے) جیسی ہے کہ خوشبو اس میں مطلقاً نہیں ہے مگر مزہ شیریں ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن پڑھتا ہے مانند ریحانہ یعنی تُلسی کے ہے کہ اس کی خوشبو اگرچہ اچھی ہوتی ہے مگر مزہ نہایت کڑوا ہوتا ہے۔ اور مثال اس منافق کی جو قرآن نہیں پڑھتا مانند حنظلہ یعنی اندرائن کے ہے کہ اس میں خوشبو بھی نہیں ہوتی اور اس کا مزہ بھی تلخ ہوتا ہے۔''

تا خلافت کی بنا' دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیامِ خلافت کا نقیب

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

جلد	10 تا 16 جون 2004ء	شمارہ
13	21 تا 27 ربیع الثانی 1425ھ	23

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر انتظامی: سید قاسم محمود

مجلس ادارت
ڈاکٹر عبدالخالق۔ مرزا ایوب بیگ
سردار اعوان۔ محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد' طابع: رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔ گڑھی شاہو' علامہ اقبال روڈ لاہور
فون: 6316638-6366638 فیکس: 6305110
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 5869501-03
قیمت فی شمارہ: 5 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 250 روپے
بیرون پاکستان
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (1500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (2200 روپے)
☆☆☆
''ادارہ'' کا مضمون نگار کی رائے سے
متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ

یہ اندرونِ خانہ کیا ہو رہا ہے؟

ہمارا ماتھا اُسی وقت ٹھنکا تھا (اور یہ کوئی دو ماہ پہلے کی بات ہے) جب نئی حکومتی جوڑ توڑ کے بارے میں نئی اطلاعات کا آنا جانا شروع ہوا۔ پہلے خبر آئی کہ مسلم لیگ کے جتنے بھی گروہ ملک میں پائے جاتے ہیں' سوائے نواز شریف گروپ کے' سب کو اور بقول ذوالفقار علی بھٹو' 'سب انڈوں کو' ایک ٹوکری میں جمع کر دیا جائے گا۔ جب یہ تمام گروپ اکٹھے ہو کر باہم متفق و متحد ہونے کا باضابطہ اعلان کریں گے' تب سردار فاروق لغاری کی 'ملت پارٹی' بھی اس نئی جماعت میں شامل ہو جائے گی۔ یہ نئی جماعت سلسلہ وار تمام مراحل طے کر کے بن بھی گئی' لیکن تعجب ہے کہ اس کا کوئی نام نہیں رکھا گیا۔ اس جماعت کی پہلی خبر آنے پر تمام میڈیا اور اُن کے تجزیہ نگاروں کو ایک ایسی ہی جماعت یاد آ گئی تھی جسے عرفِ عام میں ''بھان متی کا کنبہ'' کہا جاتا تھا' لیکن اس کے بانی مبانی' ایک اور فوجی سپہ سالار سکندر مرزا نے اس کا سرکاری نام ''ری پبلیکن پارٹی'' رکھا تھا۔

اس نئی جماعت کو بار بار ''نئی جماعت'' کہنا عجیب سا لگتا ہے' لہٰذا اس اداریے کی حد تک ہم اُسے ''نئی ری پبلیکن پارٹی'' کہیں گے' حالانکہ ری پبلک یا جمہوریت یا جمہوری اصولوں سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ سیاسی جماعت ابھی تشکیل کے ابتدائی مرحلے میں تھی کہ خبر آئی تھی کہ ظفر اللہ خان جمالی کی جگہ کسی اور بہتر شخصیت کو غالباً فاروق لغاری صاحب کو وزیر اعظم بنایا جا رہا ہے۔ دریں اثناء متحدہ مجلس عمل کے رہنما مولانا فضل الرحمٰن صاحب کو قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کا قائد بنا دیا گیا' جبکہ اے آر ڈی کے نزدیک یہ نامزدگی سراسر پارلیمانی اصولوں کی خلاف ورزی تھی' کیونکہ پارلیمانی اصول وضوابط کی رُو سے یہ حق پیپلز پارٹی اور اُن کی حلیف جماعت مسلم لیگ (ن) کو حاصل تھا۔ ابھی یہ قصہ جاری تھا کہ دولت مشترکہ نے پاکستان کی رکنیت بحال کرتے ہوئے یہ شرط لگا دی کہ جنرل پرویز مشرف سترہویں ترمیم اور اپنے واضح اعلانات کے مطابق 31 دسمبر سے پہلے پہلے فوجی وردی اتار کر مکمل جمہوریت کی راہ ہموار کریں۔ پرویز مشرف صاحب دولتِ مشترکہ کے کاٹ دار بیان سے سیخ پا ہو رہے تھے کہ مئی کے دوسرے پندرھواڑے میں کراچی میں دہشت گردی کے پے در پے واقعات نے شہر کا امن و امان تباہ کر دیا اور جنرل صاحب کو اعلان کرنا پڑا کہ سندھ میں سیاسی و انتظامی تبدیلی ناگزیر ہو گئی ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ صدر پرویز مشرف اعلان کرتے کہ وہ اپنے وعدے کی پاسداری کرتے ہوئے مقررہ وقت سے پہلے ہی وردی اتار دیں گے اور یہ کہ وہ اپنے سیاسی حلیفوں کی صف میں کوئی تبدیلی نہ لائیں گے' مگر خدا جانے اندرونِ خانہ وہ کون سے مجبور کن حالات ہیں جن کے تحت ''نئی ری پبلیکن پارٹی'' کے صدر چودھری شجاعت حسین نے قومی اسمبلی میں حزبِ اختلاف کے سربراہوں' اے آر ڈی کے رہنما مخدوم امین فہیم اور متحدہ مجلس عمل کے رہنما قاضی حسین احمد سے اس بارے میں سلسلۂ جنبانی شروع کی اور صوبہ سندھ میں ''قومی حکومت'' کے قیام کی تجویز پیش کی' جس کے جواب میں ایک رپورٹ کے مطابق قاضی حسین احمد نے تو اس پر رضامندی ظاہر کی' جبکہ مخدوم امین فہیم نے کہا کہ وہ تجویز قبول کرنے پر تیار ہیں' بشرطیکہ جمہوری اصولوں کے مطابق پیپلز پارٹی کو حکومت سازی کی دعوت دی جائے جو صوبائی اسمبلی کی سب سے بڑی پارٹی ہے۔ بے نظیر بھٹو نے یہ شرط بھی تسلیم نہیں کی۔ ایم کیو ایم نے اپنے قائد الطاف حسین سے مشورے کے بعد اعلان کیا کہ سندھ میں کسی قسم کی تبدیلی منظور نہیں۔

صوبے سے اٹھ کر مرکز کی طرف آیئے۔ یہاں کی صورت اور بھی ابتر ہے۔ اخباری اطلاعات شاہد ہیں کہ صدر اور وزیر اعظم میں اختلافات موجود ہیں' ''نئی ری پبلیکن پارٹی'' کے صدر اور وزیر اعظم میں اختلافات موجود ہیں' صدر پرویز مشرف سے ایک انٹرویو میں جمالی حکومت کی برخاستگی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے الجھاؤ میں یہ کہہ کر مزید الجھن پیدا کر دی کہ ''وہ ان اطلاعات پر تبصرہ نہیں کرنا چاہتے''۔ جمالی صاحب نے پی ٹی وی پر پینل انٹرویو میں بتایا کہ وہ قائم و دائم ہیں۔ ملک کے صدر یا پارٹی کے صدر سے ان کا کوئی اختلاف نہیں۔ لیکن پارٹی کے صدر چودھری شجاعت حسین نے کہا کہ اختلاف تو ہے' لیکن اختلاف کو دشمنی نہ سمجھا جائے۔ اُدھر کراچی' وانا' گلگت' گوادر اور دوسرے شہروں کے عوام بم کے گولوں پر بیٹھے زندگی انتہائی پریشانی اور اضطراب میں بسر کر رہے ہیں۔

اندرونِ خانہ جس ملک کی مقتدر قیادت کا یہ حال ہو' اُس کے عوام کے فکری خلفشار اور عملی انتشار کا اندازہ بخوبی کیا جا سکتا ہے۔ عالمِ اسباب میں اس اُلجھی ہوئی ڈور کا سرا صدر پرویز مشرف کے ہاتھ میں ہے۔ وہ چاہیں تو اپنی پیدا کردہ سابقہ الجھنوں میں مزید الجھن پیدا کر کے پاکستان کو اقوامِ عالم کی برادری میں ایک مضحکہ خیز ملک بنا کر پیش کر سکتے ہیں اور چاہیں تو فوری طور پر 31 دسمبر سے پہلے پہلے وردی اتارنے کے وعدے کا بااعتماد اعلان کر دیں تاکہ مرکز اور صوبوں میں قائم حکومتیں' جو پہلے ہی خاصی کمزور ہیں' اپنی اپنی ذمہ داریاں فوجی تلوار کے سایے سے نکل کر آزادانہ معروف اصول طور طریقوں سے پوری کر سکیں۔ پاکستان کا سیاسی نظام آج جس سنگین بحران میں مبتلا ہو چکا ہے' اُس کا (فی الحال) واحد حل یہی ہے۔ پائیدار اور مستقل حل تو یہی ہے کہ ملک میں حقیقی اسلامی نظام یعنی نظامِ خلافت قائم کیا جائے۔ ورنہ یہ ملک اسی طرح سیاسی بحرانوں میں مبتلا رہے گا۔ (ادارہ)

انڈونیشیا میں صدارتی انتخابات

❁ آبادی کے لحاظ سے دنیا کے سب سے بڑے مسلم ملک انڈونیشیا میں آج کل انتخابی موسم زوروں پر ہے۔ اپریل کو وہاں پارلیمانی انتخابات ہوئے تھے جس کے غیر متوقع نتائج سامنے آئے۔ انڈونیشیا کی موجودہ صدر میگاوتی سکارنو پتری کی قوم پرست جماعت بیس فیصد ووٹ لے کر دوسرے نمبر پر آئی جبکہ گولکر پارٹی اکیس فیصد ووٹ لے کر پہلے نمبر پر آئی۔ گولکر سابق صدر سہارتو کی قائم کردہ سیاسی جماعت ہے جو ان کے اقتدار کو طول دینے کے لئے وجود میں آئی تھی۔ انڈونیشیا کے زیادہ تر باشندے اسے پسند نہیں کرتے مگر جب سے جنرل (ر) وارنتو نے اس کی قیادت سنبھالی ہے انہوں نے اپنی کرشماتی شخصیت کے ذریعے اسے عوام میں دوبارہ مقبول بنا دیا ہے۔

اب 5 جولائی کو انڈونیشیا میں صدارتی انتخابات ہیں جن میں پانچ امیدوار حصہ لے رہے ہیں یعنی میگاوتی سکارنو پتری نائب صدر حمزہ حاز قومی اسمبلی کے سربراہ امین رئیس اور فوج کے دو ریٹائرڈ جرنیل سوسیلو بامبانگ یدھویونو اور وارنتو۔ ان پانچوں کے درمیان بڑا سخت مقابلہ ہے۔ قانون کے مطابق جس نے انتخابات میں پچاس فیصد سے زیادہ ووٹ حاصل کر لئے وہ انڈونیشیا کا آئندہ صدر قرار پائے گا۔

اصل مقابلہ میگاوتی اور جنرل وارنتو کے مابین ہے۔ میگاوتی کو قوم پرستوں اور وارنتو کو انڈونیشیا کے امیر طبقے کی حمایت حاصل ہے۔ نائب صدر کے عہدے کے لئے میگاوتی کے ساتھ ہاشم مزدی کھڑے ہیں جو انڈونیشیا کی سب سے بڑی مسلم تنظیم نہضۃ العلما کے سربراہ ہیں۔ اس طرح میگاوتی کو تنظیم سے وابستہ ساڑھے تین کروڑ افراد میں سے بیشتر ووٹ دے سکتے ہیں۔

بیشتر اس لئے کہ جنرل وارنتو کے ساتھ نائب صدارت کے لئے انڈونیشیا کے سابق صدر اور نہضۃ العلما کے سابق سربراہ عبدالرحمٰن وحید کے چھوٹے بھائی صلاح الدین وحید انتخاب لڑ رہے ہیں جو اس وقت انڈونیشیا کے انسانی حقوق کمیشن کے نائب صدر ہیں۔ عبدالرحمٰن وحید بھی صدارتی دوڑ میں شامل تھے مگر الیکشن کمیشن نے ان کی خراب صحت کے باعث انہیں انتخاب لڑنے سے روک دیا ہے۔ اب وہ اپنے بھائی کی حمایت کر رہے ہیں۔

عبدالرحمٰن وحید گو نہضۃ العلماء کے سربراہ نہیں رہے مگر انہیں تنظیم میں بڑا اثر و رسوخ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان سے وابستہ نہضۃ العلماء کے علماء نے یہ فتویٰ جاری کر دیا کہ عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی۔ یہ فتویٰ میگاوتی کے لئے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ وارنتو انڈونیشیا میں مقبول ہیں کیونکہ انہوں نے عالمی طاقتوں کے اشاروں پر چلنے سے انکار کر دیا ہے۔

وارنتو کی کامیابی کا امکان اس لئے زیادہ ہیں کہ اپریل کے پارلیمانی انتخابات میں تیسرے نمبر پر آنے والی عبدالرحمٰن وحید کی سیاسی جماعت نیشن ایویکنگ پارٹی (PKB) بھی ان کی حمایت کر رہی ہے۔ اس نے کل ووٹوں میں سے گیارہ فیصد ووٹ حاصل کئے۔

ان صدارتی انتخابات کے ذریعے گو نہضۃ العلما کے اتحاد کو نقصان پہنچ سکتا ہے لیکن اس کے سربراہ ہاشم مزدی میگاوتی کے ساتھی ہیں اور اس کے اہم ترین رہنما عبدالرحمٰن وحید نے وارنتو سے ہاتھ ملا لئے ہیں کیونکہ ان کے چھوٹے بھائی وارنتو کے ساتھ نائب صدر بننا چاہتے ہیں۔ اب نہضۃ العلما سے وابستہ ووٹر کے لئے یہ بڑا مسئلہ ہے کہ وہ کسے ووٹ دیں۔ یاد رہے کہ تنظیم کے ووٹروں کی بڑی تعداد جزیرہ جاوا میں رہتی ہے۔

ایران کا ایٹمی منصوبہ

❁ ایرانی حکومت نے اسرائیل کو خبردار کیا ہے کہ اگر اس کے جنگی طیاروں نے ایرانی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کیا تو اسے ایسا جواب دیا جائے کہ اس کی سات نسلیں یاد رکھیں گی۔ یاد رہے کہ پچھلے ماہ اسرائیلی وزیراعظم ایریل شیرون نے ایران کو اپنا سب سے بڑا دشمن قرار دیا تھا۔ اس کے بعد یہ افواہ سننے میں آئی کہ اسرائیلی لڑاکا طیارے ایرانی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے والے ہیں۔

اسرائیل نے اسی طرح 1981ء میں عراقی ایٹمی ری ایکٹر پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا تھا۔ اس کھلم کھلا دہشت گردی کو یورپی ممالک اور امریکہ کی بھرپور حمایت حاصل تھی۔ آج کل بین الاقوامی ایٹمی توانائی ادارہ (IAEA) ایرانی ایٹمی منصوبے کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ امریکیوں کا اصرار ہے کہ ایران ایٹم بم بنا رہا ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ جب امریکہ کے پاس ہزاروں ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم ہیں تو وہ دوسروں کو ایٹم بم بنانے سے کیوں روکتا ہے؟ کیا انہیں اپنے دفاع کا حق حاصل نہیں؟

اس موقع پر امریکیوں کی منافقت سامنے آتی ہے۔ وہاں کسی کتے یا مچھلی کو معمولی سی بیماری لگ جائے تو ان پر آفت ٹوٹ پڑتی ہے۔ ہزاروں لاکھوں ڈالر بیمار جانور کی نگہداشت پر خرچ کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر کسی غیر خصوصاً مسلم ملک میں کسی سے غیر انسانی سلوک ہو تو انہیں انسانی حقوق یاد آجاتے ہیں۔ مگر امریکی اور اس کے حواری دنیا میں جگہ جگہ بے گناہ اور معصوم لوگوں کو شہید کر رہے ہیں لیکن اس موقع پر وہ بالکل خاموش رہتے ہیں۔ امریکیوں کو چاہئے کہ وہ انسانی حقوق امن و امان اور بھائی چارے کی باتیں نہ کریں یا پھر ان پر عمل کر کے دکھائیں۔

بحرین میں شیعہ سنی جوڑوں کی شادی

❁ مشرق وسطیٰ کے ملک بحرین میں ساٹھ فیصد شیعہ اور چالیس فیصد سنی آباد ہیں۔ ان میں چھوٹے موٹے اختلافات موجود ہیں لیکن پچھلے دن برسوں سے ان میں اتحاد پیدا ہو گیا ہے کیونکہ انہیں علم ہے کہ عالمی طاقتیں اسلام اور مسلم امہ کو کمزور کرنے کے لئے انہیں آپس میں لڑوانے کی سازش کر رہی ہیں۔

ان کے اتحاد کا زبردست مظاہرہ 4 جون کو دیکھنے میں آیا جب منام کے نزدیکی شہر حماد میں ان اٹھائیس جوڑوں کی مشترکہ شادی ہوئی جو شیعہ یا سنی تھے۔ بحرین میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی مشترکہ شادی تھی۔ اس خصوصی تقریب کے مہمان خصوصی بحرینی پارلیمان کے اسپیکر خلیفہ الظہرانی تھے۔

بحرین میں آج کل سرکاری اور نجی سطح پر کئی ادارے مشترکہ شادیاں کروا رہے ہیں تا کہ جو خاندان مالی طور پر کمزور ہیں ان سے تعلق رکھنے والے لڑکے لڑکیاں با آسانی شادی کے مقدس بندھن میں بندھ جائیں۔

امریکیوں کی پریشانیوں میں اضافہ

❁ عراق میں چھاپہ مار کارروائیاں جاری ہیں اور ان کے باعث عام امریکیوں میں بے چینی بڑھ رہی ہے جو عراق میں امریکی کردار سے مطمئن نہیں۔ حال ہی میں ہزاروں امریکیوں نے وائٹ ہاؤس کے سامنے مظاہرہ کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ امریکی فوج واپس بلائی جائے۔

جوں جوں وقت گزر رہا ہے ان امریکیوں کی تعداد کم ہو رہی ہے جو عراق میں امریکی حملے کے حق میں ہیں۔ مثلاً پندرہ ماہ پہلے اسی فیصد امریکیوں کا کہنا تھا کہ عراق پر امریکی حملہ درست ہے مگر اب یہ تعداد ساٹھ فیصد رہ گئی ہے۔

امریکہ کے بڑے شہروں میں لوگ اس لئے بھی پریشان ہیں کہ اگر عراق میں جنگ جاری رہی تو گوریلے شہروں کو نشانہ بنا سکتے ہیں تا کہ امریکہ کو عراق سے نکلنے پر مجبور کریں۔ چند امریکی تو اس امر سے اتنے خوفزدہ ہیں کہ انہوں نے روزمرہ کا اپنا معمول بدل لیا ہے۔

❁ ❁ ❁

اللہ کو چھوڑ کر اپنے ازلی دشمن کو دوست بنا لینا بدنصیبی کی انتہا ہے!

بدنصیبی کی انتہا!

مسجد دارالسلام باغ جناح‘ لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب کے 28 مئی 2004ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

سورۃ الکہف کے ساتویں رکوع کی پہلی آیت کے حوالے سے پچھلی مرتبہ کچھ گفتگو ہوئی تھی‘ لیکن اس کے بعض پہلو ابھی وضاحت طلب ہیں۔ ان اجتماعاتِ جمعہ میں ہم اس وقت قرآن مجید کے جس حصے کا مطالعہ کر رہے ہیں‘ یہ قرآن کا بالکل وسط ہے اور ایک اعتبار سے اس کا کلائمکس۔ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۃ الکہف‘ یہ دونوں سورتیں ایک جوڑے کی شکل میں ہیں اور دونوں کے بالکل وسط میں قصہ آدم وابلیس ہے۔ ایک اعتبار سے دیکھا جائے تو ان دونوں سورتوں میں یہ مرکزی اہمیت کا مضمون ہے اور دونوں میں دہرایا گیا ہے۔ اس کی کوئی وجہ تو ہے! ہم عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ابلیس کا تصور محض ایک ڈراوے کی چیز اور وہمی تصور ہے‘ اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قرآن اس خیال کی پُرزور نفی کرتا ہے۔ ان سورتوں میں اتنے اہتمام سے اس کا ذکر اصل میں اسی اہم بات کی طرف اشارہ ہے کہ دجالی دور میں پورے کرۂ ارض پر ابلیسیت کا غلبہ اور تسلط ہو گا۔ ابلیسیت جس انتہا تک جا سکتی ہے‘ وہ اس دور میں جائے گی ــــ اور یہ ہمیں نظر آ رہا ہے۔ آج کی دنیا کے امام نیو ورلڈ آرڈر کے نام پر وحشت و بربریت‘ ظلم و ستم‘ بے انصافی اور بے اصولی کا مظاہرہ کھل کر کر رہے ہیں۔ متمدن ترین اور مہذب ترین دنیا سے تعلق رکھنے والوں کی اصل حقیقت سامنے آ رہی ہے۔ جاہلیت کا جو اولین تصور تھا‘ اب اسی کی طرف مراجعت ہے۔

سورۂ بنی اسرائیل میں انسان کے ساتھ شیطان کی دشمنی اور اس کے جوشِ انتقام کو ان الفاظ میں ظاہر کیا گیا ہے: ”اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا تھا کہ سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔ کہا‘ کیا میں سجدہ کروں اسے جسے (اے پروردگار) تو نے مٹی سے پیدا کیا!“ اس کا موقف یہ تھا کہ تخلیق کے حوالے سے آدم مجھ سے کم تر ہے۔ سورۃ الکہف میں اس کی وضاحت آ گئی کہ: ”وہ جنات میں سے تھا“۔ جنات آگ کی لپٹ سے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ یقیناً ایک لطیف تر وجود ہیں۔ ابلیس کے چیلنج کا ذکر سورۂ بنی اسرائیل میں یوں کیا گیا ہے: ”اس نے کہا کہ ذرا دیکھنا یہ مخلوق جسے تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے‘ اگر تو نے مجھے مہلت دے دی قیامت کے دن تک کی‘ تو میں اس کی ساری ذریت کو ہڑپ کر جاؤں گا سوائے معدودے چند کے۔“ علامہ اقبال نے ابلیس کے اس چیلنج کی ترجمانی نہایت عمدہ انداز میں کی ہے ؎

کیا امامانِ سیاست‘ کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہُو!

اسی طرح ؎

خضر بھی بے دست و پا‘ الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم‘ دریا بہ دریا‘ جو بہ جو!!

میرے سامنے ابن آدم کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جس راستے پر میں چاہوں گا‘ انہیں لگاؤں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: ”دفعہ ہو۔ جو تیرے پیچھے چلیں گے وہ تجھ سمیت جہنم کا ایندھن بنائے جائیں گے۔ اور تو جیسے چاہے ان پر حملہ کر اور ان کے قدم ڈگمگا دے اپنی آواز سے‘ اور ان پر چڑھا کر لے آ اپنے سوار اور پیادے‘ اور ان کے ساتھ ساجھا کر مال اور اولاد میں (یعنی ان کو شرک میں مبتلا کر) اور انہیں وعدوں کے خوب سبز باغ دکھا“۔ جو کچھ ابلیس کو مہلت دی گئی‘ ان تمام امکانات کا اظہار یہ دجالی دور ہے۔ ان لوگوں پر جو صراط مستقیم پر چلنے کا عزم رکھتے ہیں اور جو اپنے رب سے وفاداری کا ایک پیمان پورا کرنا چاہتے ہیں‘ ان پر وہ اپنے پیادے بھی لے کر آ رہا ہے اور اپنی آواز یعنی موسیقی سے بھی ان کو گھیر رہا ہے۔ انسان سائنس اور ٹیکنالوجی کے بل پر جس اعلیٰ ترین قوت کو حاصل کر سکتا تھا‘ وہ ساری کی ساری آج شیطان کے چیلوں کے پاس ہے۔ قرآن مجید کے مطابق سب سے بڑا دھوکے باز شیطان ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا: ”اور یہ سب سے بڑا دھوکے باز تمہیں اللہ کے نام پر دھوکا ہرگز نہ دینے پائے۔“ یہ تو ہے ابلیس کی دشمنی! چونکہ تکبر کے باعث سجدہ نہ کرنے سے وہ مردود قرار پایا اور راندۂ درگاہ ہو گیا‘ لہٰذا اب اسے حسد بھی ہے۔ وہ انسان کو بھی جہنم کا نوالہ بنانا چاہتا ہے۔ اس ازلی دشمن کی نفرت اور اس کے انتقامی جذبات کا اظہار سورۂ بنی اسرائیل میں ہوا اور سورۃ الکہف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”کیا تم نے مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو اپنا دوست اور ولی بنا لیا‘ حالانکہ وہ تمہارے حقیقی دشمن ہیں۔ بہت ہی بُرا بدل ہے جو ان ظالموں کو ملا۔“ یہ ہے دونوں سورتوں کا ربط!

سورۃ الکہف میں چند نئے نکات آئے ہیں۔ ایک تو یہاں اس حقیقت کو واضح فرمایا گیا کہ اصلاً ابلیس ملائکہ میں سے نہیں تھا بلکہ جنات میں سے تھا۔ وہ اپنی عبادت گزاری‘ زہد و عبادت‘ تقویٰ اور علم کی بدولت ملائکہ اسفل میں شامل تھا اور جب فرشتوں کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرو تو اس حکم میں وہ بھی شریک تھا۔ دوسری بات یہاں فرمائی گئی کہ اس کی کوئی ذریت بھی ہے‘ وہ اکیلا نہیں ہے۔ ایک تو اس کی صلبی ذریت ہو گی‘ کیونکہ جنات کے اندر بھی افزائش نسل کا سلسلہ ہے۔ تاہم اصل میں اس کا لاؤ لشکر اس کی معنوی ذریت ہے۔ انسانوں اور جنات میں سے جو بھی ابلیس کے ساتھ اس کے مشن میں شریک ہیں‘ جو اس کے ایجنڈے کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں وہ سب اس کی معنوی ذریت میں شامل ہیں۔ انسانوں میں اس وقت ابلیس کے سب سے بڑے پیروکار کون ہیں؟ مسلمانوں کے خلاف حسد کی آگ کس کے اندر بھڑک رہی ہے؟ تکبر کن کا مرض ہے‘ جس کی وجہ سے تمام سابقہ رسولوں کو ماننے کے باوجود آنحضورﷺ کو ماننے سے انہوں نے انکار کیا؟ شیطان کے ساتھ مماثلت کون اختیار کر رہا ہے؟ شیطانی ذہنیت کس کی ہے؟ پھر ایک اور بات جو یہاں آئی ہے یعنی ”وہ نکل بھاگا اپنے رب کے حکم سے۔“ اس نے حکم عدولی کی‘ بغاوت کی۔ غلطی سرزد ہونے پر بعد میں اسے مان لینے اور استغفار و توبہ کا راستہ اختیار کرنے کے بجائے اللہ کے مقابل باغی بن کر کھڑے ہو جانے کے معاملے میں بھی شیطان اور یہود ایک مقام پر کھڑے نظر آتے ہیں۔ کیا شیطان کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ ہی تمام کائنات کا رب اور خالق و مالک ہے؟ کیا اس کو معلوم نہیں تھا کہ جنات اور انسانوں کو پیدا ہی اس لئے کیا گیا ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کریں؟ کیا اس کو معلوم نہیں تھا کہ اللہ کے باغی کے لئے بدترین سزا جہنم ہے؟ وہ تو ملائکہ کی صف میں شامل تھا اور جو چیزیں ہمارے لئے غیب کے درجے میں ہیں‘ وہ اس کے لئے شہادت کے درجے میں تھیں! سب کچھ جانتے ہوئے ⇦

بھی وہ اپنی اس غلطی اور جرم پر اکڑ گیا۔ یہ ہے شیطنت اور ابلیسیت ـــــ دوسری طرف یہود کا معاملہ دیکھ لیجئے! قرآن اس بات کا گواہ ہے کہ وہ آنحضور ﷺ کو ایسے پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو۔ وہ جانتے ہیں کہ آپؐ ہی وہ آخری نبی ہیں جن کا وعدہ تورات اور انجیل میں کیا گیا تھا۔ یہ بھی ان کے علم میں ہے کہ یہ قرآن ہی اللہ کی آخری وحی اور اس کے کلام کا کامل ایڈیشن ہے۔ اس کے باوجود انکار پر اڑے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اس وقت یہ بات صرف ہم مسلمان ہی نہیں کہتے بلکہ یورپ اور امریکہ کے عیسائیوں میں بھی یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ اس کائنات میں شرک کی سب سے بڑی قوت شیطان ہے جبکہ اس زمین پر شیطان کی نمائندگی یہود کر رہے ہیں۔ یہود نے بڑی پلاننگ کے ساتھ عیسائی دنیا کو ایک بے ضرر اور سدھایا ہوا حیوان بنا دیا ہے، جس سے وہ اپنے مطلب کا کام لے رہے ہیں۔ یہ امر واقعہ ہے کہ آج دنیا کی سب سے بڑی فوجی قوت امریکہ ایک اعتبار سے دنیا کا کمزور ترین ملک بھی ہے، کیونکہ اس کے ذمہ سب سے زیادہ قرض واجب الادا ہے۔ لہٰذا امریکہ ہو یا یہود ان کی حیثیت شیطان کی ذریت کی ہے۔

آیت 51 میں فرمایا: ''میں نے انہیں گواہ نہیں بنایا تھا آسمان اور زمین کی تخلیق کے وقت اور نہ ہی جب خود ان کو میں نے پیدا کیا۔'' تمام تر قوت اور اختیار کا مالک تو اللہ ہے جبکہ تم نے سمجھ لیا کہ شیطان کی حکمرانی ہے اور کُلی اختیار اس کے چیلوں کے پاس ہے۔ درحقیقت خدائی میں ان کا قطعاً کوئی حصہ نہیں۔ اس کائنات کی حکومت کے اندر کسی اعتبار سے کوئی اختیار، کوئی مشورہ ان کا شامل نہیں۔ آسمان اور زمین تو بہت پہلے قائم ہو گئے جبکہ انہیں اللہ نے بہت بعد میں بنایا۔ آگے ارشاد ہوا: ''اور میں ایسے گمراہ لوگوں کو ہرگز اپنا دست و بازو بنانے والا نہیں تھا۔'' لیکن انسان یہی سمجھتے ہیں کہ یہ کائنات اگر چل رہی ہے تو انہی لوگوں کی بدولت جو ظاہری طاقت اور قوت کے حامل ہیں۔ یہاں انہی کا سکہ رواں ہے۔ یہ دراصل غلط فہمی ہے کہ جو انسان کو ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ہرگز انہیں یہ مقام نہیں دیا۔ سائنس کی جو ترقی ہوئی ہے اور اس سلسلے میں جو دریافتیں اور ایجادات کی گئی ہیں، ان میں انسان کا کردار زیادہ سے زیادہ بس اتنا ہے کہ وہ اللہ کے بنائے ہوئے اصولوں کو بروئے کار لایا ہے جبکہ درحقیقت یہ کائنات اللہ کی تخلیق ہے اور وہی اس شہ پارے کا مصور اور خالق ہے ـــــ لیکن دریافت کرنے والے کو تو بہت بلند مقام پر بٹھایا جاتا ہے جبکہ خالق حقیقی کو فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اصولی طور پر تو جتنا زیادہ انسان کا علم آگے بڑھے، تعریف اللہ کی ہونی چاہئے لیکن ہم موجدوں کے گن گاتے ہیں۔ یہ گمراہی اس دور میں عام ہے۔

آیات 52 اور 53 میں قیامت کا نقشہ کھینچا گیا کہ: ''اور جس دن وہ (اللہ) کہے گا کہ پکارو ذرا ان شریکوں کو میرے'' یعنی جنہیں تم سمجھتے تھے کہ قوت و اقتدار ان کے پاس ہے۔ ''وہ پکاریں گے لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہیں ملے گا۔'' جب بتوں کی پرستش ہوتی تھی تو وہ بھی اصل میں شیاطین ہی کی پوجا ہو رہی تھی اور آج مادہ پرستی کا شرک بھی ابلیسی نظام ہی کی پیروی کا نتیجہ ہے۔ اس کے علاوہ بھی مختلف ادوار میں انسان جن ہستیوں کو پوجتا رہا ہے، وہ بھی کوئی جواب نہیں دیں گی۔ کوئی کسی کی مدد کو نہیں آسکے گا۔ وہاں تو وہی بولے گا جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن کلام ہوگا۔ ''اور ہم ان کے درمیان ہلاکت حائل کر دیں گے۔'' یعنی اہل حق اور شیطان کے پیروکاروں کے درمیان جہنم کی وادی حائل ہو جائے گی۔ ''اور یہ (گناہ گار) دیکھیں گے آگ کو پھر سمجھ جائیں گے کہ اب وہ اس میں گرا چاہتے ہیں۔'' دنیا میں تو وہ جنت اور دوزخ کے تصور کا مذاق اڑاتے ہیں اور اس کے ذکر کو دقیانوسیت اور جہالت کی علامت سمجھتے ہیں لیکن اُس وقت انہیں یقین آ جائے گا کہ اب ہمارا انجام سامنے ہے۔ ''پھر وہ کوئی جائے فرار نہیں پائیں گے۔'' جہنم کی آگ سے بچ نکلنے کا کوئی راستہ ان کے پاس نہیں ہوگا اور کوئی ان کی مدد کو نہیں آسکے گا۔

آیت 54 میں فرمایا گیا: ''اور ہم نے قرآن میں لوگوں کے لئے ہر طرح کی مثالوں کو مختلف پیرائے میں بیان کر دیا۔'' قرآن مجید کا اصل مضمون ہدایت ہے، یعنی انسان کو اس حقیقت کا علم ہو کہ اس دنیا میں اس کا کیا مقام ہے اور اسے اللہ نے کیوں پیدا کیا۔ اس کا خالق کون ہے؟ اس کی منزل کون سی ہے؟ حقیقت کا یہ علم ہدایت کے لئے بنیاد ہے۔ پھر اس امتحان میں کامیاب ہونے کا راستہ کون سا ہے جس میں تمہارے رب نے تمہیں ڈالا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے یہ راہ ہدایت ہمارے لئے کھولی ہے اور بتا دیا کہ اس میں کامیابی کا طریقہ کیا ہے۔ شیطان نے آدم کو جس مقام سے گرایا تھا، اسے دوبارہ حاصل کرنے کے لئے راستہ کون سا ہے! یہ مضمون قرآن نے اتنے اسالیب میں واضح کیا ہے کہ کسی شخص کے اندر طلب ہدایت کی ایک شمع بھی ہو تو اس کے لئے پورا سامان موجود ہے۔ لیکن اس کے باوجود اگر آدمی اپنی آنکھیں بند کر لے تو پھر قصور کس کا ہے! آگے ارشاد ہوا: ''اور انسان بہت چیزوں سے زیادہ جھگڑالو واقع ہوا ہے۔'' ہر معاملے میں الجھنا، علمی بحث کرنا اور پھر اگر کچھ حاصل ہو جائے تو اللہ کا شکر ادا کرنے کے بجائے اللہ کے مدمقابل کھڑے ہونا، یہ اس کی انتہا ہے۔

آیت 55 میں بیان ہوا: ''اور لوگوں کو نہیں روکا تھا اس بات سے کہ وہ ایمان لاتے جب یہ ہدایت (یعنی قرآن) ان تک پہنچ گئی۔ اور (کس چیز نے روکا انہیں کہ) وہ اپنے رب سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے''۔ یہاں درمیان میں ایک چیز حذف ہے پھر انجام کا ذکر کیا گیا کہ: ''مگر یہ کہ جیسے پچھلی قوموں کو ہلاک کیا ایسے ہی ان کا بھی انجام اس دنیا میں ہو۔'' اس سے کیا مراد ہے؟ انسان کو ہدایت کا راستہ اختیار کرنے سے کس چیز نے روکا ہے، جبکہ قرآن کا اسلوب انتہائی واضح ہے! قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر آیا ہے کہ یہ طرز عمل دنیا سے محبت اور آخرت کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے۔ حق منکشف ہو جاتا ہے لیکن انسان فسق و فجور میں اور آگے بڑھنا چاہتا ہے اور گناہوں کی زندگی کو چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ یہاں ایک ترجمہ قسط وار عذاب کا بھی کیا گیا ہے۔ ایک عذاب وہ ہوتا ہے کہ ایک ہی مرحلے میں پوری قوم کی جڑ کاٹ دی گئی اور کوئی بھی متنفس زندہ نہیں چھوڑا گیا۔ ایسا عذاب پچھلی قوموں پر آیا۔ عذاب کی ایک شکل یہ ہے کہ وہ قسط وار اور تھوڑا تھوڑا کر کے آتا ہے۔ اس عذاب سے نوع انسانی اس وقت گزر رہی ہے۔ دجالی فتنے نے انسان کو سکون قلب کی نعمت سے محروم کر دیا ہے۔ حرص اور لالچ نے آدمی کو ایک ہذیانی کیفیت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ آج زندگی کا ایک ہی مقصد رہ گیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے دن رات ایک کر دیا جائے۔

آیت 56 میں فرمایا گیا: ''اور ہم نہیں بھیجتے رہے رسولوں کو مگر بشارت دینے والا بنا کر اور انذار کرنے والا بنا کر۔'' ہدایت کے لئے جو کچھ بنیادی مواد ہے وہ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں ودیعت کیا ہوا ہے۔ اس کی فطرت اپنے رب کو پہچانتی ہے اور اس سے محبت کرنے کا داعیہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ نبی اور رسول آ کر اسی کی مزید وضاحت کر دیتے ہیں۔ نیکی اور بدی کے تصورات آفاقی ہیں۔ رسول آ کر بتاتے ہیں کہ جو فطرت کی آواز کے مطابق چلے گا اور اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یعنی اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرے گا، اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے قیامت کے بعد کی اصل زندگی میں ایسے انعامات اور تحائف تیار کئے ہیں کہ دنیا میں ان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ـــــ جبکہ جو لوگ فطرت کی اس آواز کو دبائیں گے اور صحیح راستے کو چھوڑ کر شیطان کے راستے پر چلیں گے، ان کے لئے بدترین سزا ہے۔ لہٰذا رسول درحقیقت مبشر اور منذر ہوتا ہے۔

نوٹ: خطاب جمعہ کے آخری حصے میں ''یوم تکبیر'' کے حوالے سے گفتگو ہوئی۔ اس ضمن میں امیر تنظیم اسلامی نے جن خیالات کا اظہار فرمایا، اس کا خلاصہ ''پریس ریلیز'' کی صورت میں ''ندائے خلافت'' کے شمارہ 22 (3 تا 9 جون 2004ء) میں شائع ہو چکا ہے۔

(مرتب: محمد خلیق)

اس ہمہ آوردۂ تست

ایوب بیگ مرزا

گزشتہ ہفتہ کراچی میں اس وقت قیامت صغریٰ برپا ہو گئی جب اوپر تلے دہشت گردی کے تین بڑے واقعات ہوئے پہلے ایک امام بارگاہ میں بم پھٹا جس سے بہت سے نمازی شہید ہو گئے بعد ازاں ملک کے مایہ ناز اور جید عالم دین مفتی نظام الدین شامزئی جو ملک کی مشہور درسگاہ بنوری ٹاؤن کے مہتمم اعلیٰ تھے انہیں شہید کر دیا گیا اور پھر اگلے ہی روز ایک اور امام بارگاہ میں بم کا دھماکہ ہوا جس سے بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے۔ ان سانحات پر اظہار افسوس کے لئے حکومت کی طرف سے وہی گھسے پٹے اور رٹے رٹائے بیانات جاری کئے گئے۔ ملزموں کو جلد گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا' ملزموں کو عبرتناک سزا دی جائے گی' آئندہ کسی کو دہشت گردی کی اجازت نہیں دی جائے گی وغیرہ وغیرہ۔ پھر یہ کہ سب کچھ جانتے ہوئے کہ دہشت گردی کی یہ وارداتیں وہ مسلم دشمن قوتیں کروا رہی ہیں جو پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کر کے اپنے مذموم عزائم کی تکمیل چاہتی ہیں ہمارے حکمران یہ کہے جا رہے ہیں کہ یہ دہشت گردی فرقہ واریت کی بنیاد پر ہو رہی ہے اور مسلمان ہی مسلمان کو مار رہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو فصل آج ہم کاٹنے پر مجبور ہیں اس کی کاشت تقریباً ربع صدی پہلے کی گئی۔ جب ایران میں اسلامی انقلاب آیا تو اس وقت بھی ایک فوجی پاکستان میں حکمرانی کر رہا تھا۔ جیسا کہ یہ حقیقت پسندانہ اب بالکل واضح ہو چکی ہے کہ ہمارے فوجی حکمرانوں کے ہمیشہ امریکہ کے ساتھ تعلقات بڑے گہرے ہوتے ہیں لہٰذا اندرونی اور بیرونی دونوں سطحوں پر یہ خوف محسوس کیا گیا کہ کہیں یہ اسلامی انقلاب پاکستان میں درآمد نہ ہو جائے چنانچہ باقاعدہ سوچی سمجھی سکیم کے مطابق شیعہ سنی اختلافات کو بڑی ہوا دی گئی اور بعض ناسمجھ قسم کے مولویوں کے ذریعہ دونوں یعنی شیعہ سنی کو اشتعال دلایا گیا بات مخالفانہ بیانات سے آگے بڑھ کر کسی قدر تصادم میں بھی تبدیل ہو گئی لیکن الحمد للہ جلد ہی شیعہ اور سنی کی بڑی تنظیم معاملے کی تہہ تک پہنچ گئیں البتہ ان کے کچھ جوشیلے نوجوان الگ دھڑے قائم کر کے ایک دوسرے کے خلاف پرتشدد کارروائیاں کرتے رہتے ہماری خفیہ ایجنسیاں ان سے صرف کرتی رہیں تاکہ divide and rule کے سنہری اصول سے مستفید ہوتے ہوئے حاکم کی کرسی مضبوط کی جا سکے۔

بھٹو کی پھانسی کے بعد یوں تو سارے ملک میں پاکستان پیپلز پارٹی کی مقبولیت میں اضافہ ہوا لیکن سندھ میں یہ مقبولیت اپنی انتہا کو پہنچ گئی جو ضیاء الحق کو کسی طرح گوارا نہ تھی لہٰذا وہاں لسانی عصبیت کو ہوا دے کر ایک لسانی جماعت قائم کر دی گئی جس نے جنگل کی آگ کی طرح سندھ کے شہروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ظاہر ہے کسی لسانی بنیادوں پر قائم کرنے والی جماعت کی مذہبی جماعتوں سے بن نہیں آ سکتی تھی۔ قصہ مختصر عوام تقسیم ہوتے چلے گئے اور ان کے مابین تصادم کی راہیں کھول دی گئیں۔ یوں پورے تیقن کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ فساد کا بیج خود ہمارے سابقہ حکمرانوں نے بویا۔ ہمارے موجودہ حکمران بھی امریکہ کی زلف کے اسیر ہیں۔ امریکہ نے عراق پر جارحیت کرتے وقت سوچا تھا کہ وہ وہاں شیعہ سنی کو لڑائے گا اور آسانی سے حکومت کرے گا لیکن داد دینی چاہئے وہاں کے عوام خصوصاً اہل تشیع کو جو اگرچہ صدام کے ہاتھوں زخم خوردہ تھے لیکن انہوں نے دورانِ جنگ ہی امریکیوں کے غلیظ اور مکروہ عزائم کو بھانپ لیا تھا اور اپنے ہم وطن اہل سنت کے خلاف لڑنے کی بجائے امریکہ کے خلاف ڈٹ گئے اسے غاصب اور غیر قانونی قابض قرار دے کر اس کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ ادھر اسرائیل اپنی روایات کے مطابق امریکہ کے کندھے پر بندوق رکھ کر فائر کر رہا ہے۔ اس نے ہی عراق کے خلاف بے تحاشا جھوٹا پروپیگنڈا کیا۔ اسرائیلی لابی امریکہ میں انتہائی مضبوط ہے بلکہ بہت سے یہودی امریکی انتظامیہ اور حکومت میں گھسے ہوئے وہی امریکہ کو گھسیٹ کر عراق لے گئے تاکہ عراق کے خاتمے سے گریٹر اسرائیل کی طرف پیش قدمی کی جا سکے۔

امریکہ کا عراق پر حملہ کرنا اور وہاں پھنس جانا چونکہ امریکہ اور یورپ میں زیر بحث ہے بلکہ صحیح تر الفاظ میں ان پر شدید تنقید ہو رہی ہے لہٰذا اسرائیل کی وہاں پوزیشن خراب ہو رہی ہے اور وہ چاہتا ہے کہ امریکہ جلد از جلد عراق میں امن قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے تاکہ اسرائیل اور یہودیوں پر کوئی الزام نہ رہے۔ چنانچہ اسی حکمت عملی کو آگے بڑھایا جا رہا ہے کہ دنیا بھر میں جہاں جہاں شیعہ سنی اکٹھے رہتے ہیں وہاں فساد برپا کر دیا جائے پھر اس فساد کو عراق میں کیش کروایا جائے۔ علاوہ ازیں ایران اور پاکستان میں کشیدگی پیدا کر کے دونوں کا الگ الگ شکار کیا جائے۔ ایران کے بارے میں اپنے مکروہ عزائم کا اظہار امریکہ گاہے بگاہے کرتا رہتا ہے۔ اسرائیل بھی ایران کی ایٹمی تنصیبات پر حملہ کرنے کا ارادہ ظاہر کرتا رہتا ہے یعنی یہود و نصاریٰ ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے مسلمانوں کے خلاف دہشت گردی کا ارتکاب بھی کر رہے ہیں اور اس کا الزام بھی مسلمانوں پر لگا رہے ہیں۔ اور ہمارے حکمرانوں کا حال یہ ہے کہ وہ اپنی کرسی کے تحفظ میں یہود و نصاریٰ کی زبان بول رہے ہیں یہی وجہ ہے کہ کراچی میں دہشت گردی کے واقعات کے بعد صدر پرویز مشرف نے بنوری ٹاؤن اور شیعہ عالم علامہ ترابی کو فون کر کے یہ کہتے ہوئے اظہار افسوس کیا کہ مسلمانوں کو مسلمانوں کا خون نہیں کرنا چاہئے۔ اخباری اطلاعات کے مطابق مفتی شامزئی کے جانشین اور نائب مہتمم نے صدر پر مکمل طور پر واضح کر دیا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ دہشت گردی کے حالیہ واقعات میں مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے بلکہ مسلم دشمن قوتیں دونوں طرف وارداتیں کر رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مفتی شامزئی کے قتل کے اگلے ہی روز امام بارگاہ میں بم دھماکہ صاف ظاہر کرتا ہے کہ دونوں وارداتیں ایک ہی گروہ نے کی ہیں اس لئے کہ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ شامزئی کے پیروکار اپنے مرشد اور استاد کے کفن دفن سے فارغ ہوتے ہی آناً فاناً یہ منصوبہ بنا لیں اور اس پر عمل درآمد کر لیں ایک دن سے بھی کم وقفہ میں ایسی واردات ردعمل کے طور پر کر لینا قریباً ناممکن ہے۔ یہ واضح طور پر طے شدہ پروگرام معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن اہل سنت کے عالم دین کو شہید کیا جائے اور اگلے روز اہل تشیع کی عبادت گاہ کو نشانہ بنایا جائے۔ علاوہ ازیں اگر یہ دہشت گردی مذہبی منافرت پر ہو رہی ہوتی اور علماء اس کی پشت پر ہوتے تو یہ قتل و غارت دشمنی کی صورت میں انتہائی نچلی سطح پر عوام تک سرایت کر جاتی۔ صورت حال یہ ہے کہ اہل سنت اور اہل تشیع دونوں ان دہشت گردی کے واقعات پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اس بات پر متفق نظر آتے ہیں کہ کوئی بیرونی ⇦

دشمن یہ خوفناک حرکت کر رہا ہے۔ عوامی سطح پر ان دونوں مسالک کے درمیان جتنی کشیدگی اس وقت ہے شاید پہلے کبھی نہیں تھی۔ زیادہ سے زیادہ صرف یہ بات عقل تسلیم کرتی ہے کہ مسلم دشمن قوتیں کچھ لوگوں کو بڑے انعام کا لالچ دے کر دونوں طرف وارداتیں کرواتے ہوں۔ اگرچہ یہ ظلم کسی صورت بھی قابل معافی نہیں لیکن ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ہمارے سابقہ اور موجودہ حکمرانوں کی لوٹ مار اور عیش وعشرت اور عوامی مسائل سے لاتعلقی نے غربت میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ عوام کی بہت بڑی تعداد غربت کی لکیر سے بھی نیچے اتر چکی ہے۔ بھوک انسان کو دیوانہ بنا دیتی ہے۔

ہمارے معاشرے نے بھی نت نئے رسم ورواج کی ایجاد سے اس دنیا کو عام آدمی کے لئے جہنم بنا دیا ہے لوگ غربت کے ہاتھوں اگر خودکشیاں کر سکتے ہیں تو پچھلوں کی زندگی کو آسودہ کرنے کے لئے خودکش حملے بھی کر سکتے ہیں۔ اس کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ایسی درندہ صفت حرکت کو جواز فراہم کیا جائے جرم وہ بھی اتنا سنگین جرم کسی بھی صورت میں قابل معافی نہیں لیکن ہمارا معاشرہ اور ہمارے حکمران ایسی صورت حال پیدا کرنے کے ذمہ دار ہیں لہٰذا وہ بھی اس درندگی کے کسی قدر ذمہ دار ہیں۔ مسلم دشمن ٹرائیکا کا تیسرا اہم رکن بھارت ہے۔ امریکہ اور اسرائیل اگر پاکستان کو کوئی نقصان پہنچاتے ہیں تو بھارت سمجھتا ہے کہ اس کا کام ہو رہا ہے بھارت نے ہمیشہ پاکستان کو ہر شعبہ میں نقصان پہنچانے کی شعوری کوشش کی ہے۔ بھارت سمجھتا ہے کہ اگر پاکستان ایک ایسے ملک کے طور پر جانا جائے جو دہشت گردوں کی آماجگاہ ہے تو وہاں کبھی کوئی ترقی یافتہ ملک سرمایہ کاری کرنا نہیں چاہے گا اور سرمایہ کاری کا رخ بھارت کی طرف رہے گا۔ اسرائیل اور بھارت دونوں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت سے خوف نہیں تو تکلیف ضرور محسوس کرتے ہیں۔ دہشت گردی کے واقعات عام کر کے وہ دنیا کو یہ تاثر بھی دینا چاہتے ہیں کہ پاکستان میں دہشت گرد اتنے طاقتور ہو چکے ہیں کہ یہ حقیقی خطرہ لاحق ہو چکا ہے کہ وہ کسی وقت بھی پاکستان کے ایٹمی ہتھیاروں پر قبضہ کر لیں گے یوں دنیا کا امن وامان تباہ ہو سکتا ہے۔ لہٰذا پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کی سیکورٹی کے لئے پاکستان پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ ہمارے حکمران خود پاکستان میں دہشت گردوں کی موجودگی کا ذکر یوں کرتے ہیں جیسے یہ خوفناک وبا پاکستان میں پھوٹ پڑی ہے اور پاکستانیوں کی بہت بڑی تعداد دہشت گرد ہے اور وہ مبینہ دہشت گردوں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اور امریکہ ویورپ ان کے اتحادی ہیں۔ حکمران یہ نہیں سمجھتے کہ کل کلاں دہشت گردی اور بڑھتی ہے تو یہ اتحادی کہہ سکتے ہیں کہ ہم اپنے اہم اتحادی کو دہشت گردی سے بچانے کے لئے میدان میں اتریں گے یا اترنے کی خواہش کا اظہار کر سکتے ہیں۔ ہماری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے لیڈران day by day کے حوالہ سے سیاست کرتے ہیں انہیں صرف یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ کون سے اقدام میرے اقتدار کو طوالت بخش سکتے ہیں مستقبل میں پاکستان کے استحکام کے حوالہ سے ان اقدامات سے کیا اثرات مرتب ہوں گے ان لیڈران کو اس کی قطعی طور پر کوئی پروا نہیں۔ پس ربع صدی پہلے حکمرانوں نے جو کچھ بویا تھا وہ ہم آج کاٹ رہے ہیں اور موجودہ حکمران اسی انداز سیاست کو مزید آگے بڑھا رہے ہیں نتائج کس طرح مختلف ہوں گے اس سے بڑی حماقت اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہم جو بیج کر گندم کی فصل کی امید رکھیں۔ oo

Press Release

پریس ریلیز

امت مسلمہ کی ذمہ داری

اُمت مسلمہ اس روئے ارضی پر اللہ کی نمائندہ اُمت ہے، جس کی ذمہ داری پوری انسانیت کے سامنے اللہ کا دین پیش کرنا ہے، لیکن اُمت مسلمہ بحیثیت مجموعی اپنی اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہی۔ لہٰذا آج عالم اسلام پر جو حالات ہیں وہ دراصل اللہ کی طرف سے مسلمانوں کے اجتماعی جرائم کی سزا ہے۔ ان خیالات کا اظہار امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے مسجد دارالسلام باغ جناح میں خطاب جمعہ کے دوران کیا۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اپنے عمل سے دنیا کے سامنے اسلام کا نمونہ پیش کرنا چاہئے تھا لیکن آج ہم اپنے غلط کردار کے باعث عالم کفر کے اسلام کی طرف آنے میں خود رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہر جگہ ہماری پٹائی ہو رہی ہے۔

حافظ عاکف سعید نے کہا کہ آج 55 سے زائد اسلامی ممالک دنیا کے نقشے پر موجود ہیں لیکن افسوس کہ کسی ایک ملک میں بھی اسلامی نظام قائم نہیں۔ جن بعض اسلامی ممالک میں چند شرعی حدود کا نفاذ ہے وہاں بھی سیاسی نظام، ملوکیت اور معاشی نظام، سود پر مبنی ہے، اسی لئے ہم اللہ کے غضب کا شکار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ صحیح احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بالآخر حق و باطل کے اس معرکہ میں ابلیس کو شکست ہوگی اور قیامت سے قبل کل روئے ارضی پر ایک ہی ورلڈ آرڈر ہوگا اور وہ اسلام ہوگا۔ تاہم موجودہ حالات میں اہل حق کی استقامت کا امتحان یہی ہے کہ وہ کسی ایک ملک میں حقیقی اسلامی نظام قائم کر کے دنیا کے سامنے اس کا نمونہ پیش کر دیں۔ اگر ہم نے ایسا کر دیا تو اللہ کی مدد ہمارے شامل حال ہو جائے گی اور ابلیس کے مقابلے میں یقیناً اہل حق کامیاب وکامران ہوں گے۔

(جاری کردہ: شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی)

النصر لیب

مستند اور تجربہ کار ڈاکٹروں کی زیر نگرانی ادارہ، ایک ہی چھت کے نیچے تمام اقسام کے معیاری لیبارٹری ٹیسٹ، ایکسرے، ای سی جی اور الٹرا ساؤنڈ کی سہولیات

محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی نگاہ میں قابل اعتماد ادارہ

خصوصی پیکج خصوصی میڈیکل چیک اپ ☆ الٹرا ساؤنڈ ☆ ای سی جی ☆ ہارٹ ☆ ایکسرے چیسٹ ☆ لیور ☆ کڈنی ☆ جوڑوں سے متعلقہ متعدد ٹیسٹ /ہیپاٹائٹس بی اور سی ☆ بلڈ گروپ ☆ بلڈ شوگر ☆ مکمل بلڈ اور مکمل پیشاب ٹیسٹ صرف 1500 روپے میں کروائیں۔

تنظیم اسلامی کے رفقاء اور ندائے خلافت کے قارئین اپنا ڈسکاؤنٹ کارڈ لیبارٹری سے حاصل کریں۔

ISO 9001:2000
QMS CERTIFIED CLINICAL LAB
BY MOODY INTERNATIONAL

النصر لیب: 950۔بی، مولانا شوکت علی روڈ، فیصل ٹاؤن (نزد راوی ریسٹورنٹ) لاہور
فون: 5162185-5163924 موبائل: 0300-8400944
E-mail: alnasar@brain.net.pk Website: www.alnasar.com.pk

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ

(دوڑو اللہ کی طرف)

انیسہ عبدالخالق

❁ سرزمینِ عراق پر امریکہ بہادر کے کارنامے بلاناغہ اخباروں میں چھپتے ہیں اور زوروں پر ہیں۔ غم کا اظہار کرتے' تلملاتے اور پیچ وتاب کھاتے کھاتے اب تو بقول کالم نویس' نوائے وقت ہمارے دلوں کے اوپر والی سطح پتھر جیسی ہو گئی ہے۔

عراق کا معاملہ تو ابھی تازہ ہے' افغانستان کی سنگلاخ چٹانوں اور اونچے پہاڑوں سے ہی ہنوز خون رس رہا ہے۔ جیسے لکڑیوں کے ڈھیر میں لگی آگ بجھ جانے کے بعد کافی دیر تک کوئلوں میں سرخی جھلکتی رہتی ہے اور ہلکی ہلکی چنگاریاں پھوٹتی ہیں۔ عراق کی ابوغریب جیل کے اندر جو قیامت برپا ہے وہ زبانِ حال سے پکار پکار کر بتا رہی ہے کہ جنگلوں کے اندر پلنے والے خونخوار درندے' تہذیب یافتہ معاشرتی حیوانوں سے کہیں زیادہ مہذب ہیں۔ انسانیت ختم ہو جائے تو جو چیز باقی رہ جاتی ہے وہ دنیا کی ہر خوفناک چیز سے زیادہ بدتر ہوتی ہے۔ جب انسان درندہ بنتا ہے تو چونکہ اس کے پاس تو چیر پھاڑ کرنے والے دانت اور پنجے نہیں ہیں لہٰذا وہ ساری دنیا کی قوتوں کو بروئے کار لے آتا ہے اور پھر قیامت صغریٰ ٹوٹ پڑتی ہے۔

ان انسانیت سوز مظالم پر ہر دردمند انسان خصوصاً مسلمان کا دل تڑپتا ہے اور اس کا مظہر اخبارات میں چھپنے والے مختلف کالم ہیں' احتجاجی مراسلے ہیں' مظاہرے ہیں۔ اس احتجاج اور تنقید میں ہر کوئی مقدور بھر حصہ لے رہا ہے' کوئی براہ راست اور کوئی طنزیہ انداز میں بالواسطہ...... لیکن ایک بات یہاں قابلِ غور ہے...... جب ہم کسی پر تنقید کرتے ہیں تو لامحالہ خود کو اس برائی سے پاک قرار دیتے ہیں۔ ایک نقاد جو کسی شخص یا ادارے یا کسی بھی معاشرتی عنصر میں کسی بھی غلط چیز کو Point out کر رہا ہے' اسے چاہئے کہ اس بات کا بھرپور دھیان رکھے کہ وہ غلط عنصر اس کے اندر پیدا نہ ہونے پائے۔ بصورت دیگر وہ تنقید کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

اب ذرا سوچیں! کیا ہم بحیثیتِ مسلمان اس قابل ہیں کہ امریکہ کی ان مبنی بر دھوکہ' ظلم اور زیادتی حرکات پر پیچ وتاب کھاتے ہوئے اس کو تنقید کا نشانہ بنائیں۔ کیا ہم اس قابل ہیں کہ ان انسانیت سوز مظالم پر امریکہ پر نفرین بھیج سکیں اور اس کی حکومت پر کیچڑ اچھال سکیں؟ بڑے بڑے کالم لکھیں اور اسے عار دلانے کی کوشش کریں؟ ذرا اپنے گریبان میں جھانکیں اور اپنی چارپائی ٹٹولیں اور اس کے بعد اس بات کا قوی امکان ہے کہ ہم منہ نہیں اٹھا سکیں گے۔

ذرا آئینہ اٹھا کر سامنے لائیں تو معلوم ہو گا کہ آج وطنِ عزیز' پاک سرزمین پر کسی بیٹی اور بہن کی عزت محفوظ نہیں ہے اور کسی جیل کا کوئی عقوبت خانہ ایسا نہیں ہے جو بے گناہ کے خون سے رنگین نہ ہو۔ پھر پولیس' جس کا ہے فرض حفاظت آپ کی' کے تشدد کے طریقے ہم سب خوب جانتے ہیں۔ اس پر مستزاد کہ جس طرح امریکہ کو پوچھنے والا کوئی نہیں وہاں اپنے وطن میں ان درندہ نما انسانوں کو پکڑنے والا کوئی نہیں ہے۔ جو حال اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے چارٹر کا ہے وہی حال ہمارے ہاں مختلف قوانین کا ہے جن کا نفاذ کرنے والے خود لٹیرے ہیں۔ پھر فرق کہاں ہے؟ محض یہ کہ عراق میں مظالم توڑنے والے غیر ہیں اور یہاں اپنے ہی جانوں کے دشمن ہیں۔ افسوس! صد افسوس!!

اگر ہم آج اس بات پر معترض ہیں کہ امریکہ نے انصاف فراہم کرنے کا وعدہ کیا اور اب اس کے خلاف کر رہا ہے تو جان لیجئے کہ ہم نے بھی اپنے رب سے وعدہ کیا تھا اور آج اس سے انکاری ہیں۔ ہماری اس کیفیت کا حال اللہ تعالیٰ نے یوں بیان کیا ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ.....﴾ (التوبہ : 75' 76)

''اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر وہ ہم کو اپنی مہربانی سے مال عطا فرمائے گا تو ہم ضرور خیرات کیا کریں گے۔ اور نیکوکاروں میں ہو جائیں گے۔ لیکن خدا نے جب ان کو اپنے فضل سے (مال) دیا تو اس میں بخل کرنے لگے اور (اپنے عہد سے) روگردانی کر کے پھر بیٹھے''۔

اگر آج ہم صدائے حتجاج بلند کر رہے ہیں کہ امریکہ ایک نام نہاد جمہوریت ہے اور یہ کہ اس کی جمہوریت کی قلعی کھل گئی تو پلٹ کر ایک نظر خود پر بھی ڈال لیجئے کہ ہم بھی نام نہاد مسلمان ہیں اور مسلمانوں والی کون سی بات ہم میں موجود ہے؟ ؎ تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

ہم وہ قوم ہیں جو اپنے رب سے وعدہ کر کے مکر چکی۔ ہم وہ قوم ہیں جو کبھی وہ نہیں کرتے جو کہتے ہیں۔ ہم وہ ہیں جو ہمیشہ اس چیز کا دعویٰ کرتے ہیں کہ جو ہم میں نہیں ہوتی۔ پھر چلانا کیسا؟ ہمارے بڑے مسلمان تھے اس لئے زمانے میں معزز تھے اور ہم تارک قرآن ہو کر خوار ہیں۔ آج امریکہ کے قول وفعل میں تضاد پر ہم چیخ رہے ہیں۔ حالانکہ ہمارا رب ہمیں کہہ چکا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○﴾
(الصف : 2' 3)

''مومنو! تم ایسی باتیں کیوں کہا کرتے ہو جو کیا نہیں کرتے۔ خدا اس بات سے سخت بےزار ہے کہ ایسی بات کہو جو کرو نہیں''

لہٰذا اب اللہ کی سنت پوری ہو رہی ہے۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے اپنے رسولؐ سے' جس کا نفاذ آج ہم دیکھ رہے ہیں۔

﴿اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ ○ فَوَرَبِّكَ لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ○ عَمَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○﴾

''یعنی قرآن کو (کچھ ماننے اور کچھ نہ ماننے سے) ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ تمہارے پروردگار کی قسم ہم ان سے ضرور پرسش کریں گے۔ ان کاموں کی جو وہ کرتے ہیں''۔

اور قرآن کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے والے ہم مسلمان ہی ہیں کوئی غیر مسلم نہیں ہے۔

یہاں یہ کہنا ہرگز مقصود نہیں کہ ہم بےحس ہو کر بیٹھے رہیں۔ یہ اخوت کا تقاضا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں کے دکھ درد کو محسوس کریں۔ مسلمان تو جسدِ واحد کی مانند ہیں جس کے ایک حصے میں درد ہو تو پورا وجود تکلیف محسوس کرتا ہے لیکن ذرا سوچئے! اگر کسی شخص کو ایسی بیماری لگ جائے جو اس کے جسم کے رگ رگ' ریشے ریشے میں سرایت کر جائے تو محض چیخنے چلانے پر اکتفا نہیں کرے گا' اٹھ کر طبیب کے پاس جائے گا اور بیماری کا علاج ڈھونڈے گا۔ سو اگر ہم مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں۔ اگر ہم بر بنائے اخوت اپنے بھائیوں کا درد محسوس کرتے ہیں تو اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اٹھ کر اپنے چارہ گر کی طرف بھاگیں۔

فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ

''پس دوڑو اللہ کی طرف''

ورنہ خدانخواستہ بیماری بڑھتی گئی تو ایک کے بعد ایک کر کے تمام عضو کٹ جائیں گے اور اللہ ایسے لوگوں کو لے آئے گا جو ہم جیسے نہیں ہوں گے ❁

تحریک خُدّام کعبہ

برعظیم پاک و ہند میں احیائے اسلام کی چنگاری پہلی بار حضرت مجدد الف ثانیؒ کے قلب میں روشن ہوئی۔ پھر شاہ ولی اللہ اور ان کے فرزند کے سینے اس تمنا کے نور سے فروزاں ہوئے۔ ولی اللہی تحریک سے سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی تحریک مجاہدین نے جنم لیا جو آج تک کسی نہ کسی صورت میں زندہ ہے۔ تحریک مجاہدین کی شمع نے بجھتے بجھتے بھی 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے خلاف وہ کارنامے سرانجام دیئے کہ ان کی کامیابی میں اک ذرا سی آنچ باقی رہ گئی۔ سن ستاون میں ہندوستان میں مغلیہ سلطنت کا چراغ گل ہو گیا۔ اس سے کچھ عرصہ پہلے ایران میں صفوی سلطنت کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ اب خلافتِ عثمانیہ کی باری تھی۔ انیسویں صدی کے آتے آتے مغربی استعمار ـــــ فرانس' برطانیہ' سپین' ہالینڈ' اٹلی' روس ـــــ پوری دنیائے اسلام پر مسلط و قابض ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کے مذہب' تہذیب و ثقافت تو رہے ایک طرف' ان کے جغرافیے کا ایک ایک انچ مغرب کا غلام بن چکا تھا۔ اب تک ''تحریک احیائے اسلام'' کے قسط وار سلسلۂ مضامین کے تحت جتنے بھی مضامین پیش کئے ہیں' ان کا تعلق ایسی تحریکوں سے تھا جو بنیادی طور پر قومی تھیں۔ اب ایک ایسی تحریک کا تذکرہ شروع ہوتا ہے جو بنیادی طور پر ملّی تھی' تمام ملّتِ اسلامیہ کے مفاد کے لئے تھی۔ خلافت عثمانیہ کا مسئلہ صرف ترک قوم کا نہ تھا' بلکہ تمام عالم اسلام کا مسئلہ تھا۔ خلافتِ عثمانیہ کے زوال اور مغربیوں کی سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے سخت مضطرب تھے' جس طرح آج پورا عالمِ اسلام امریکہ برطانیہ کی سازشوں سے سخت بے چین ہے۔ آیئے ہم پہلے خلافتِ عثمانیہ کے آخری دور پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہیں' تاکہ اندازہ ہو جائے کہ خامی دراصل اپنے گھر ہی میں تھی۔

سید قاسم محمود

خلافتِ عثمانیہ کا آخری دور

❁ مغربی استعمار کی سازشوں کے نتیجے میں 1913ء تک جتنے مقبوضات خلافتِ عثمانیہ کے اقتدار و انتظام سے نکل چکے تھے' اس کا آغاز تقریباً اس وقت سے ہو چکا تھا جب برعظیم پاک و ہند میں سن ستاون کی جنگ سے بچے کھچے مجاہدین یہ جنگ بھی ہار کر ستا رہے تھے۔ سربیا اور ڈینیوب کی دو یورپی ریاستوں نے جو 1861ء میں متحد ہو کر ایک ریاست بن گئی تھی' 1865ء میں ترکی سے پوری خودمختاری حاصل کر لی۔ 1878ء میں معاہدہ برمن کی شرائط کے تحت بوسنیا اور ہرزی گووینا کو آسٹریا ہنگری کی یورپی مملکت کی امانت میں دے دیا گیا اور مسلمانوں کی سخت جنگ کے باوجود 20 اکتوبر 1879ء کو آسٹریا کا مکمل قبضہ ہو گیا۔ اسی معاہدے کے تحت سربیا مونٹے نیگرو اور رومانیہ بھی خلافتِ عثمانیہ کے قبضے سے نکل گئے۔ قفقاز کی سرحد پر قارص اور باطوم کے اقتدار سے عثمانیہ کو ہاتھ دھونے پڑے۔ قبرص کا نظم و نسق انگریزوں نے سنبھال لیا۔ 1882ء میں مصر نے بھی ہاتھ اٹھا لئے اور چار سو سال تک خلافتِ عثمانیہ کے زیرانتظام رہ کر برطانیہ کی آغوشِ حفاظت میں چلا گیا۔ 1897ء میں ترکوں اور یونانیوں کی جنگ کے نتیجے میں یونان کو توسیع نصیب ہوئی۔ اگلے برس 1898ء میں کریٹ (اقریطش) بھی خودمختار ہو گیا۔ 3 اکتوبر 1911ء کو بلغاریہ نے بھی ترکی سے آزاد ہونے کا اعلان کر دیا۔ دو روز بعد 5 اکتوبر کو اٹلی نے طرابلس (لیبیا) میں اپنی فوجیں اتار دیں' اور اگرچہ ان کے خلاف سخت مزاحمت کی گئی لیکن عہد نامۂ لوزان کے تحت 1912ء میں اٹلی کے قبضے کو تسلیم کرنا پڑا۔

1912ء اور 1913ء کی جنگ بلقان میں یورپی ترک کے مقبوضات صرف مشرقی تھریس تک محدود ہو کر رہ گئے اور اس کے ایک حصے پر یونان نے قبضہ جما لیا۔ ایشیائی ترکی کی مغربی بندرگاہ سمرنا بھی یونان کے قبضے میں چلی گئی۔ نجد و حجاز کو خلافت عثمانیہ کے انتظام سے نکالنے کا کام بھی اس وقت تک شروع ہو چکا تھا اور خلافتِ عثمانیہ سے شریفِ مکہ حسین کی بغاوت کے نتیجے میں نہ صرف حجاز بلکہ فلسطین بھی (انگریزوں نے) عرب ریاست کے حدود اور عمل داری میں دینے کا وعدہ کر لیا تھا' لیکن خلافتِ عثمانیہ کے اقتدار سے آزادی حاصل ہو جانے کے بعد برطانیہ نے فلسطین کو اپنے زیرانتظام رکھا' اور جس منصوبے پر کام کیا گیا' وہ فلسطین کی یہودی ریاست کے قیام پر منتج ہوا اب ''عظیم تر اسرائیل'' کے منصوبے کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔ شام اور عراق کے عوام کو خلافتِ عثمانیہ سے الگ ہونے کے لئے بھڑکایا گیا اور حصولِ آزادی کی جدوجہد میں مدد دینے کا وعدہ کیا گیا' اور صرف وعدہ ہی نہیں' بلکہ انہیں ترکی سے الگ ہونے میں فوجی مدد بھی دی۔ فرانس اور برطانیہ نے مشترکہ فوجی کارروائی فلسطین اور شام میں کی۔ برطانیہ نے فوجی دستے عراق اور الجزیرہ میں بھیجے۔ آخرکار انہیں کامیابی ہوئی اور یہ تمام علاقے عثمانیہ کے ہاتھ سے نکل گئے۔

عالم الاسلام کے اس وقت کے انتہائی تیزی سے بدلتے ہوئے بلکہ گرتے ہوئے سیاسی حالات کو دیکھ کر اسلامیانِ ہند سخت پریشان اور مغموم تھے۔ ان کے ملی جذبات و محسوسات سے اس دور کا ادب بہت متاثر ہوا' اور نہ صرف سنجیدہ اور فکرانگیز سیاسی مضامین کے ذریعے' بلکہ افسانوں' ڈراموں اور منظومات کے ذریعے بھی مسلمانانِ ہند کے جذبات و احساسات کا اظہار ہوا۔ ہر مسلمان شاعر اور ادیب نے ان جذبات کے فروغ و اشاعت میں حصہ لیا۔ خصوصاً علامہ شبلی نعمانی' علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی خان نے ایسی ملک گیر شہرت پائی کہ ان کا بے نظیر اور

دردانگیز کلام جو ترکوں کی حمایت میں تھا، ہر تعلیم یافتہ اور اخبار بین کی زبان پر چڑھ گیا۔

امتِ مسلمہ کے ان حالات نے مسلمانانِ ہند پاک کو سخت مضطرب کر دیا لیکن مزید پریشان کن اور اندوہ ناک واقعات اور برطانوی سامراج کے وہ عزائم تھے جن کا مظاہرہ شروع ہو چکا تھا۔ مسلمانانِ عالم استعمار کی ان سازشوں اور عزائم کے ہونے والے نتائج سے خوف زدہ تھے۔ مسلمانوں کے دلوں میں خدشات تھے اور گزشتہ واقعات ان خدشات کی تائید کر رہے تھے اور اگرچہ بعض واقعات کے پختہ اور ظاہر ہونے میں آئندہ کئی برس لگ گئے لیکن مسلمانوں کے خدشات درست ثابت ہوئے۔

جنگِ عظیم اول کے اختتام (1918ء) تک وہ کئی علاقے بھی جو جنگ کے آغاز تک خلافتِ عثمانیہ میں شامل تھے اس کی عمل داری سے نکل کر برطانیہ یا فرانس کے تسلط میں چلے گئے۔ شام جو پہلے خلافتِ عثمانیہ کا ایک حصہ تھا، 1918ء میں فرانس کے زیرِ انتداب چلا گیا۔ عراق کو ترکی کے جسم سے کاٹ کر الگ کر دیا گیا۔ خلافتِ عثمانیہ کے جغرافیائی حدود میں ایک چھوٹے سے خطے لبنان کے نقش کو ابھارا گیا۔ یمن عثمانیہ کا ایک حصہ تھا، لیکن جنگ کے خاتمے پر برطانیہ نے اسے اپنے زیرِ اثر لے لیا۔ اس زمانے میں شرقِ اُردن کی ایک چھوٹی سی ریاست برطانیہ کے زیرِ سایہ قائم کر دی گئی۔ فلسطین کا علاقہ ترکوں سے چھین کر اس پر برطانیہ قابض ہو گیا۔ بعد میں جو اسرائیلی حکومت قائم کی گئی اس کا وعدہ جنگِ عظیم اول کے آغاز ہی میں کر لیا گیا تھا۔

انجمن خُدّام کعبہ

یہ تمام واقعات یکے بعد دیگرے اگرچہ 1913ء تک پوری طرح ظاہر نہیں ہو گئے تھے بلکہ 1920ء اور اس کے بعد تک بتدریج ظہور پذیر ہوتے رہے، لیکن ان کی بنیاد 1913ء سے پہلے ہی پڑ چکی تھی۔ ان واقعات کے ظہور و نشوونما کا پس منظر صبح و شام آفتاب کے طلوع و غروب کے نظارے کی طرح سامنے تھا اور زمانے کی چال اور حالات کی رفتار کو اربابِ بصیرت اور اکابرِ ملت نے محسوس کر لیا تھا۔ بعض نئے واقعات نے مسلمانوں کے جذبات کو سخت مجروح کیا۔ اس زمانے کے ایک خاص واقعے کی طرف مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے:

"اٹلی کے طرابلس الغرب پر حملے کے بعد ہندی دردمندانِ اسلام کو اس لئے بھی خانہ کعبہ کی حفاظت کی زیادہ فکر پیدا ہو گئی تھی کہ اٹلی کے بادشاہ عمانوئیل نے ایک موقع پر یہ بھی کہا تھا کہ ہمارے ہوائی جہاز مسلمانوں کے کعبے سے بھی نمٹ سکتے ہیں۔"

[امریکہ کے موجودہ صدر نے عراق پر فوجی حملے کے وقت اپنے اعلان میں لفظ "کروسیڈ" استعمال کیا تھا، جس کے باعث عراق کی جنگ ایک خاص ملی مسئلہ بن گئی ہے۔]

اٹلی کے بادشاہ کے اس بیان نے اسلامیانِ ہند کو خاص طور پر مضطرب کر دیا اور ملت کی چند اصحابِ بصیرت اور بہی خواہوں کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ اب مرکزِ اسلام کی عزت و حرمت کی حفاظت کے لئے ترکی کی اسلامی حکومت پر انحصار نہیں کیا جا سکتا، اور اگر اب ترکی اس قابل نہیں رہا کہ وہ حرمِ اسلام کی حفاظت کا فریضہ انجام دے سکے اور دشمنانِ اسلام کے حملوں، سازشوں اور ریشہ دوانیوں سے سرزمین حجازِ مقدس کو محفوظ رکھ سکے تو مسلمانانِ ہند کو خود آگے بڑھ کر کچھ کرنا چاہئے۔

چنانچہ خُدّام کعبہ کے نام سے ایک ملی تحریک کے آغاز، ایک نئی اسلامی جماعت کے قیام اور ناموسِ کعبہ کی حفاظت اور خدمت کی راہ میں جان و مال کے ایثار سے دریغ نہ کرنے کا عزم و اعلان اور عہد و پیمان ہمارے اکابرِ ملت کے اسی احساس کا نتیجہ تھا۔

انجمن کی تشکیل و قیام

اسی احساس و اضطراب کے تحت ایک انجمن قائم کی گئی، جس کا نام تھا: "انجمن خُدّام کعبہ" مولانا عبد الباری فرنگی محلی اس کے خادم الخدام اور مولانا محمد علی کے بڑے بھائی مولانا شوکت علی اس کے معتمد عمومی تھے۔ اس کا صدر دفتر دہلی میں تھا۔ انجمن کی تاریخ تاسیس 6 مئی 1913ء ہے۔ اسی روز انجمن کے قواعد و ضوابط منظور ہوئے۔ انجمن کے خواب اور تصور نے عملی شکل اختیار کی۔ سب سے پہلے مولانا عبد الباری کو اس تحریک کے آغاز اور ایک انجمن کے قیام کا خیال آیا تھا۔ انہوں نے مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی سے مل کر اس خیال کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس سلسلے میں مولانا عبد الباری سے علی برادران کی پہلی ملاقات 31 دسمبر 1912ء کو ہوئی۔ اس ملاقات کا چشم دید احوال مولانا صبغت اللہ شہید فرنگی محلی نے اپنے ایک مضمون "خادمِ کعبہ مولانا شوکت علی" میں بیان کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

"1912ء کا ایک ٹھنڈا دن تھا کہ حضرت مولانا عبد الباری قدس سرہ کی نشست گاہ میں ایک جوان کو دیکھا۔ بھاری بھرکم، لمبا قد، متاثر کرنے والا بشرہ، پیشانی درخشاں، آنکھیں چمکدار، سر پر بالون دار ٹوپی، داڑھی بالکل صاف، مونچھیں بڑی جن کی نوکیں اوپر کو بلند، قیمتی سوٹ اور اعلیٰ درجے کا بوٹ پہنے ہوئے، نہایت چست چوڑی دار پاجامہ، رفتار تیز، ہاتھ میں سگار، چہرے پر عجیب دلکشی اور علی گڑھی انداز سے زبان پر "السلام علیکم"۔ یہ تھے مسٹر شوکت علی بی اے (علیگ)...... اس کے بعد لکھنؤ کے مختلف اجتماعات میں ان سے ملاقاتیں ہوتیں اور اس زمانے کے انگریزی تعلیم یافتہ لوگوں کے دستور کے خلاف انہیں سلام و کلام میں ہمیشہ پیش قدمی ہی کرتے پایا۔ اس کے بعد خُدّام کعبہ کا باقاعدہ کام شروع ہو گیا اور وہ اس کے جنرل سیکرٹری مقرر ہو گئے۔ اس سلسلے میں وہ کئی بار لکھنؤ آئے اور حضرت مولانا عبد الباری کے ہاں مہمان ہوئے۔"

6 مئی 1913ء کو انجمن کی تشکیل و قیام کے بعد 10 مئی 1913ء کو مولانا عبد الباری فرنگی محلی کا ایک مضمون روزنامہ "ہمدرد" دہلی میں شائع ہوا، جس سے عوام اور حکومت کو معلوم ہوا کہ "انجمن خُدّام کعبہ" کے نام سے ایک جماعت قائم ہوئی ہے اور ایک تحریک کا آغاز ہوا ہے۔ اس کے بعد 16 مئی کو "انجمن" کا دستور شائع ہوا جس میں "انجمن" کے اغراض و مقاصد اور لائحہ عمل تفصیل سے درج تھے۔ یہ آئندہ شمارے میں ملاحظہ کیجئے۔ (جاری ہے)

❁ ❁ ❁

آیئے! وقت کو قیمتی بنایئے — خود سیکھئے اور سکھایئے

گلی گلی کوچہ کوچہ دعوت دین پہنچایئے

خیر الناس من ینفع الناس بن کر اعلائے کلمۃ اللہ میں جت جایئے

سہ روزہ، ہفت روزہ پروگراموں میں وقت دے کر اپنے فکر کے استحکام، حرکی تربیت حاصل کریں، داعی الی اللہ بنیں اور دیگر تنظیمی و انتظامی اُمور میں حصہ لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دین کے لئے قبول فرمائے۔ آمین۔

☆ سہ روزہ دعوتی پروگرام

25 تا 27 جون، اہل حدیث مسجد باغ آزاد کشمیر

رفقاء احباب دفتر حلقہ/مرکز سے رابطہ کریں۔ آپ کے جواب کے منتظر

منجانب: شعبہ دعوت و تفریغ اوقات، تنظیم اسلامی

اکیسویں صدی کے یہودی

''ندائے خلافت'' کے شمارہ 10' بابت 17 مارچ 2004ء میں ہمارے مشہور کالم نویس عابد اللہ جان صاحب کا انگریزی کالم 21st Century Jews کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اب اُس کا اردو ترجمہ حامد سجاد طاہر صاحب نے کیا ہے جو ہدیۂ قارئین ہے۔ (ادارہ)

ایک وقت تھا جب پاکستانی اپنے آپ کو امریکہ میں محض اس لئے بطور ''افغانی'' متعارف کرواتے تھے تاکہ وہ اس طرح کے تبصروں سے نوازے جائیں کہ ''اوہ! تم مجاہد ہو؟ بہادر' واہ! جری لوگ!!''

اور آج بیشتر امریکی اور دیگر اہل مغرب روایتی اسلامی داڑھی سے مزین چہروں یا سکارف سے ڈھکے ہوئے سروں کے حامل افراد پر دوسری نظر ڈالنے سے بھی گریز کرتے ہیں۔

صورتحال کی اس تبدیلی میں مرکزی میڈیا کے کردار کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ''مسلمان'' چہروں سے نظریں چرانے کی ان معمولی حرکات کو بالآخر دکانوں اور ریستورانوں کی جانب سے مسلمانوں کے ساتھ معاملہ کرنے سے گریز کے فیصلے میں دیر نہ لگے گی۔

''یہودیوں کا داخلہ ممنوع ہے'' اور ''یہودی یہاں اپنی ذمہ داری پر ہی داخل ہوں'' جیسے پلے کارڈ پورے جرمنی میں محض پانچ برس سے بھی کم عرصے میں ہی نمودار ہونا شروع ہو گئے تھے۔ ملک کے بعض حصوں میں عوامی پارک' نہانے کے تالاب اور پبلک ٹرانسپورٹ' یہودیوں کے لئے ممنوع قرار دیئے گئے تھے۔ تاریخ اپنے آپ کو دہرانے جا رہی ہے—— لیکن اس دفعہ مسلمانوں کے لئے!

دوسری طرف انتہا یہ ہے کہ ایسے مسلمان بھی موجود ہیں جو مغرب میں اپنے قیام کو ممکن بنانے کے لئے اپنے ملکوں کے مسائل کے متعلق قرآن مجید پر جھوٹے حلف تک اٹھانے کے لئے بھی تیار ہیں۔ کینیڈا کے لئے پناہ گزین پیدا کرنے والے 20 سرفہرست ممالک کا پچاس فیصد مسلم یا مسلم اکثریت والے ممالک پر مشتمل ہے۔ یہ اس بیماری کی محض علامات ہیں جو مسلمانوں کو مغرب میں رہنے کے لئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے پر مجبور کر دیتی ہے۔

بدقسمتی سے اب بھی بہت سے مسلمان اس حقیقت کے ادراک سے قاصر ہیں کہ ان افراد کے لئے جو مغرب میں مساوی شہریوں کی طرح رہنے کے خواہش مند ہیں' وقت بڑی حد تک بدل چکا ہے۔ یہ بات ان لوگوں کے لئے زیادہ اہمیت کی حامل نہیں جو ہر قسم کی ذلت برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں' اور اپنے گرد و نواح میں ہونے والے واقعات کی کم ہی پروا کرتے ہیں۔ وہ شاید چند مزید ڈالر تو کمانے میں کامیاب ہو سکتے ہیں مگر وہ عزت نہیں جو انسان ہونے کے ناطے ان کا حق ہے۔

غیر مسلم تارکین وطن (Immigrants) کے پاس تو شاید اب بھی مساوی سلوک پانے کا موقع موجود ہے لیکن مسلمانوں کے لئے شاید وقت ختم ہو چکا ہے۔ ''انسانی حقوق'' تو ایک طرف اب ''شہریت'' بھی ان کے لئے سلامتی اور تحفظ کی ضمانت نہیں بن سکتی۔

امریکی حکام کا ایک شام سے تعلق رکھنے والے کینیڈین مہر آرار کو زیر حراست لینے اور پھر شام واپس بھجوا دینے کا حالیہ واقعہ چشم کشائی کے لئے کفایت کرنا چاہئے۔

کینیڈین حکام اس غیر قانونی حراست اور ملک بدری سے مکمل طور پر آگاہ تھے مگر جب وہ شام میں دس ماہ کی ذلت آمیز قید کاٹ کر واپس آ گیا تو انہوں نے اس کے جرم میں ملوث ہونے کی تردید کی۔ چنانچہ جب ایک کینیڈین صحافی جولیٹ اونیل نے حقیقت پر سے پردہ اٹھایا تو کینیڈین پولیس نے ان معلومات کے متعلق کوئی اشارہ پانے کے لئے اس کے گھر اور دفتر پر چھاپہ مارا جنہوں نے کینیڈین اور امریکی حکام کے مابین پائے جانے والے خفیہ گٹھ جوڑ کا راز افشا کیا تھا۔

امریکی حکام کی طرف سے معزز کینیڈین شہریوں کو حراست میں لینے اور کینیڈا واپس بھجوا دینے کے لاتعداد واقعات موجود ہیں۔ ان کا جرم ان کا دین اور ان کا مذہبی رویہ ہے۔ وہ مسلمان جو روایتی اسلامی طریقے پر داڑھی رکھتے ہیں وہ تو بنیاد پرست ہونے کے ناطے مغربی معاشرے میں ضم ہونے کے لئے نااہل ہیں ہی' جوان اور داڑھی منڈھے مسلمان بھی حکام کو دھوکہ دینے کی کوشش میں مصروف ممکنہ خفیہ دہشت گرد' ہو سکتے ہیں۔

مسلم تنظیم (کینیڈا کی) مسلمانون کو امریکہ جانے سے اجتناب برتنے کی ہدایت کر رہی ہیں۔ یہاں تک کہ انہیں حج کی فلائٹ بھی براستہ امریکہ نہ لینے کی نصیحت کی گئی ہے۔ کیونکہ کینیڈا جاتے ہوئے مسلمانوں کو نیویارک میں تفتیش کے لئے جہازوں سے اتارنے کی مثالیں بھی موجود ہیں۔ ایسی تاکیدی ہدایات قابل فہم ہیں مگر سوال یہ ہے کہ آخر کب تک؟ شمالی امریکہ میں سرحد کے دونوں جانب اور پورے یورپ میں حالات بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔

کینیڈا تارکین وطن (Immigrants) کو مستقل رہائشی کارڈ جاری کر رہا ہے۔ وہ ان کارڈز کے بغیر سفر نہ کر سکیں گے۔ اور بے چارے تارکین وطن کو ابھی حال ہی میں معلوم ہوا کہ رہائشی کارڈ میں موجود آپٹکل سٹرپس حامل کارڈ کے متعلق پندرہ سو صفحات پر مشتمل معلومات بھی لئے ہو سکتا ہے۔

مستقبل قریب میں نسلی درجہ بندی' امریکی سپریم کورٹ کی جانب سے محض شک کی بنیاد پر گرفتاری اور نئے شناختی کارڈ کا اجراء جیسے معاملات ''آخری حل'' کے طور پر اختیار کئے جا سکتے ہیں' جو یہودیوں کو 1935ء کے نیوبرگ قوانین کی طرح ان کے آباؤ اجداد کے مذہب کے مطابق شناخت کرتے تھے۔ نتیجتاً نازیوں نے ایسے ہزاروں افراد کو یہودی شمار کیا جو یہودیت کو چھوڑ کر دیگر ادیان کے پیرو بن چکے تھے۔ یہاں تک کہ ان میں رومن کیتھولک پادری اور راہبائیں اور پروٹسٹنٹ منسٹرز بھی شامل تھے جن کے آباؤ اجداد کبھی یہودی ہوا کرتے تھے۔

بعینہ کینیڈا کے کسٹم حکام اپنے امریکی ہم منصبوں کے ساتھ مل کر ایئرپورٹس پر آنے والے بین الاقوامی مسافروں کی حفاظتی جانچ کے لئے کوڈنگ (درجہ بندی) کر رہے ہیں۔ کسٹم ایجنٹ کچھ ہی عرصہ میں مسافروں کو سیکورٹی خطرے کی نوعیت کے لحاظ سے ایک سے دس تک نمبر تفویض کریں گے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہونا چاہئے کہ کون دسویں نمبر کا حقدار ٹھہرایا جائے گا۔

حالات یہاں تک خراب ہو چکے ہیں کہ مسافروں کی ایسی کوڈنگ (درجہ بندی) کی غیر موجودگی میں بھی ایک خاتون نے جو کہ گزشتہ بیس برس سے کینیڈا کی شہری ہے' راقم کو اسلام سے متعلقہ مضامین مزید ای میل نہ کرنے کی درخواست کی ہے۔ اس کے خوف کا سبب وہ رویہ ہے جو فرینکفرٹ ایئرپورٹ کے سیکورٹی حکام نے اس کے ساتھ برتا' جب وہ کینیڈا واپس آ رہی تھی۔ ذرا تصور کیجئے کہ اب سے چند ہی برس بعد کے مسلمانوں کے بین الاقوامی سفر کرنے کے بارے میں' جب محض اسلام سے متعلقہ مضامین سے پرہیز کرنا انہیں جان بچانے کے لئے کفایت نہ کرے گا۔

آنے والے دنوں میں اسلام شناخت بھی ہے اور جرم بھی۔ یہ ایک شخص کی شہریت اور تمام حقوق کو مکمل طور پر غیر اہم بنا دیتا ہے۔ جرمنی میں رہائش پذیر اسی فیصد سے

زائد یہودی بھی جرمنی کی شہریت کے حامل تھے۔ امریکہ میں نام نہاد درجہ بندی' نسل پرستی کے لئے ایک مہذب اصطلاح کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ امریکی سپریم کورٹ ہزاروں مسلمانوں کی محض شک کی بنیاد پر حراست کو قانونی بنا چکی ہے!

اسی طرح کینیڈا میں بھی خوفناک ''سیکورٹی سرٹیفکیٹ'' کے لئے کسی بھی شخص کو بغیر ثبوت کے قید کر دینے کے لئے محض ایک وزیر کے دستخط کی ضرورت ہے اور اب تک مسلمان ہی اس کے متاثرین ہیں۔

ہر سال تین ہزار سے زائد پاکستانیوں کی کینیڈا میں پناہ گزینی کے لئے تگ و دو نے کونکورڈیہ یونیورسٹی کے پروفیسر کو ایک پیغام میں یہاں تک کہنے پر مجبور کر دیا کہ ''اگر یہ لوگ واقعی پناہ کی تلاش میں ہیں تب تو دنیا حقیقتاً تشدد سے بھری ہوئی ہے اور منطقی طور پر یہ مغربی ممالک کو اس بات کا حق دیتی ہے کہ وہ اس تشدد سے نپٹنے کے لئے ان ممالک پر قبضہ کر لے۔''

دلچسپ امر یہ ہے کہ پروفیسر ایسے خیالات رکھنے میں تنہا نہیں ہے اور نہ ہی ایسے جذبات محض مغربی ممالک میں پناہ کے خواہش مندوں تک محدود ہیں۔ بیرونی دنیا کے لوگ پناہ گزینوں اور قانونی تارکین وطن میں کسی قسم کا امتیاز نہیں برتتے۔ ایسے خیالات کے حامل بیشتر اہل مغرب کے لئے ہر وہ شخص جو مختلف رنگ اور خدوخال کا مالک ہے' ایک ''ناخوشگوار مہمان'' ہے اور مسلمان ہونا محض اس میں اضافے کا موجب ہی بنتا ہے۔

مسلمانوں کے سروں پر تلوار لٹک رہی ہے۔ اب وہ وقت دور نہیں رہا جب انہیں بھی اس سے بدتر حالات کا سامنا کرنا پڑے گا' جن کا سامنا یہود نے پچھلی صدی میں کیا تھا۔ ایک طرف مشرف اور مبارک' درمیان میں منجی اور دوسرے کفر کو جواز فراہم کرنے کے دلدادہ اعتدال پسند اور دوسری طرف جھوٹے اور قرآن مجید پر حلف اٹھانے والے زر پرستوں پر ایک نظر ہی یہ نتیجہ اخذ کرنے کے لئے کافی ہے کہ مسلمان مظلوم نہیں ہیں وہ اپنے آپ کو اکیسویں صدی کے یہودی بنوانے کے خود ذمہ دار ہیں۔

یہودی تو خوش قسمت تھے کہ محض جرمنی میں نشانۂ ستم بنے۔ ذرا مسلمانوں کا تصور تو کیجئے جن کے لئے پورا مغرب نازی بلاک بن جائے گا۔ ایسی شکایات موجود ہیں کہ مسلمان اس تہذیب کو جو وہ مغرب میں پاتے ہیں' اختیار کرنے اور اپنانے سے زیادہ اپنی اس تہذیب کی جانب زیادہ میلان رکھتے ہیں جسے وہ پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔

نازی دور کا صیہونی مخالف پروپیگنڈا اب مسلم مخالفت کا روپ دھار چکا ہے اور پوری دنیا میں نمودار ہو چکا ہے۔ ڈیوڈ پرائس جونز نے لکھا ہے کہ مسلمان اپنے ساتھ اپنی ثقافت اور پہچان لاتے ہیں اور بجائے (مغربی معاشرے) میں ضم ہو جانے کے ''ان کے خود ساختہ رہنما'' بہ بانگ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ ضم ہو جانا اسلام کے لئے خطرناک ہے۔ اگر اس سب کو یوں ہی چلنے دیا گیا تو یہ معاندانہ انتہا پسندیاں میزبان ممالک میں جمہوریت کی جڑیں کھود سکتی ہیں۔ **(1)** مسلمانوں کی (مغربی معاشرے) میں شناخت گم کر دینے میں **ناکامی** پر سوزانہ فیلڈز واشنگٹن پوسٹ **(29** جنوری **2003**ء) میں لکھتی ہیں کہ مسلمانوں کا ''گھل مل جانے کا عمل (امریکہ میں) خاصی دیر تک پریشان کن مسئلہ بن سکتا ہے''

اس کا یورپ سے تقابل کرتے ہوئے وہ لکھتی ہیں:

''مسلمان اقلیتیں اسی طرح یورپ میں بھی جلد ضم ہو جانے کے عمل کے لئے خطرہ ہیں۔ فرانسیس فوکویاما وال سٹریٹ جرنل میں لکھتے ہیں کہ ''جہاں ایک طرف فرانسیسی حکومت عوامی سطح پر عرب مقاصد کی حامی ہے' وہیں وہ دیگر یورپی حکومتیں مستقبل کے رجحانات کی بابت تشویش کا شکار ہیں' **11** ستمبر کا واقعہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بیشتر یورپ میں ضم ہو جانے کا عمل نہایت سست روی سے چل رہا ہے۔ محمد عطا جیسے دہشت گرد رنگ لیڈر سعودی عرب یا افغانستان میں نہیں بلکہ یورپ میں تیار ہوئے ہیں۔''

سوزانہ فیلڈز مزید وضاحت کرتی ہے کہ اہلِ یورپ یہودیوں' عیسائیوں اور دیگر اقوام سے تین گنا زیادہ افزائش نسل کی شرح رکھنے والی مسلمانوں کی ڈیڑھ کروڑ کی مضبوط آبادی سے کس طرح خائف ہیں۔ لہٰذا مغرب میں رہنے کے لئے مسلمانوں کے پاس واحد حل اور سند سیکولرائز ہو جانا ہے۔

یورپ میں مسلم مسئلے نے اہل یورپ کو ''ان تارکین وطن **(Immigrants)** کو جو خود سیکولرائز ہونا نہیں چاہتے' سیکولرائز کرنے کے لئے سخت اقدامات کرنے پر آمادہ کر لیا ہے جیسے جناب شیراک کے ایک فرمان کے ذریعے مسلمان طالبات کے لئے اسکارف کی اور یہودی طلبہ کے لئے محض یہودی ٹوپی کی ممانعت کر دی گئی ہے' حالانکہ عیسائیوں کو مناسب سائز کی صلیب کی اجازت ہے۔'' **(2)** کیا ہوگا اگر مسلمانوں کی اپنی شناخت کے تحفظ کے لئے مزاحمت جاری رہی؟ کیا ہوگا اگر علیحدہ شناخت ختم کرنے کے لئے شیراک جیسے اقدامات نے دیگر سیکولر حلیفوں میں بھی زور پکڑ لیا؟ صورتحال بدتر ہوتی جائے گی کیونکہ مسلمانوں میں منجیوں اور رشدیوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ یہ استثناءات نہیں ہیں۔ سوزانہ فیلڈز بھی دوسروں کی طرح اپنے موقف کی حمایت میں امریکن اسلامک کانگریس کے تاسیسی ارکان جیسے افراد کا حوالہ دیتی ہیں۔ یہ اس رویے سے بالکل مختلف نہیں ہے جو کہ جرمنی میں یہودیوں کے بعض سرکردہ مذہبی پیشواؤں **(rabbis)** نے اپنا رکھا تھا۔

1933ء میں ہٹلر کے اقتدار سنبھالنے کے محض چھ ہی ماہ بعد برلن کے متعدد سرکردہ مذہبی پیشواؤں **(rabbis)** نے جرمنی سے وفاداری کا عہد کرنے کے لئے لکھا۔ ان **(rabbis)** نے استدلال کیا تھا کہ وہ یعنی قدامت پسند یہودی زوال پذیر بولشیو ازم آزاد روی اور بائیں بازوں کے یہودیوں جنہوں نے بہت سی نت نئی تاویلات کا بازار گرم کر رکھا تھا' کے برخلاف نازیوں کی اخلاقی اقدار سے زیادہ قربت رکھتے ہیں۔ **rabbis** نے ہٹلر کے ساتھ عہد کیا کہ وہ تمام دنیا میں یہودیوں کو جرمن مصنوعات کا بائیکاٹ ختم کرنے کے لئے آمادہ کرنے کے لئے ہر ممکن اقدام کریں گے۔ ماضی پر نظر ڈالتے ہوئے یہ ایک خوفناک غلطی معلوم ہوتی ہے۔ **(3)** جب طوفان زوروں پر ہو تو اس کی ظالم لہریں جبر پسند معتدل حضرات اور مزاحمت کاروں میں فرق نہیں کیا کرتیں۔

اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے مسلمانوں کے سامنے یہی لائحہ عمل ہے کہ وہ

(ا) اپنی بچی کھچی عزتِ نفس کو مجتمع کریں اور اس وقت تک مغرب میں محض مادی فوائد کے لئے رہنے سے پرہیز کریں جب تک یہ ناگزیر نہ ہو۔

(ب) حقیقی خودمختاری کے لئے تحریکیں چلائیں اور

(ج) سرکاری سطح پر استعماری قبضے کے دوران ہونے والے نقصانات کے تاوان کا مطالبہ کریں۔

یہ تینوں عوامل باہم منسلک ہیں۔ بیشتر لوگ محض معاشی سختیوں سے بچنے کے لئے گھر بار چھوڑ رہے ہیں۔ سابق نوآبادیوں میں مسلسل بگڑتی ہوئی صورتحال استعماری راج اور اس کے بعد سے اندرونی معاملات میں مسلسل مداخلت کا براہ راست نتیجہ ہے۔

2001ء میں کینیڈا کے لئے **20** سرفہرست پناہ گزین پیدا کرنے والے ممالک میں سے تقریباً نصف وہ مسلم ممالک ہیں جو ماضی میں استعماری قبضے کا شکار رہ چکے ہیں۔ **(4)** مزید برآں مغرب ایران کے علاوہ باقی تمام ممالک میں موجود حکومتوں کو نہ صرف تسلیم کرتا ہے بلکہ ان کی پشت پناہی بھی کرتا ہے۔

تاوان مانگنے کا معاملہ عراق کی کویت کو کبھی نہ ختم ہونے والی ادائیگی' لیبیا کی یورپ کو ادائیگی اور فرانس کی ہیٹی کو ادائیگی سے انکار کی روشنی میں سمجھا جا سکتا ہے۔

یہاں یہ کہنا کفایت کرے گا کہ وہ مسلمان جو عزت نفس کا تھوڑا سا احساس بھی رکھتے ہوں اور دور اندیش بھی ہوں' وہ کبھی محض مغرب میں رہنے کے لئے اپنا سب کچھ داؤ پر لگانے کو ترجیح نہ دیں گے۔ بلکہ وہ اغیار کے ٹکڑوں پر پلنے کے بجائے اپنے گھر کی حالت سنوارنے کی کوشش کریں گے۔ ❁

ہم کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں بننا چاہتیں' مرجانا چاہتی ہیں' خدارا ہمیں ماردو!

میرے بھائیو! کہاں ہو' ہماری آنکھیں محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرا رہی ہیں

امریکی وحشی درندوں نے ہمارے جسم پر ہی نہیں' ہماری رُوح پر بھی آبلے ڈال دیئے ہیں

ہمارے پاکیزہ دامن آلودہ اور سر ڈھانپنے والے آنچل دریدہ ہو چکے ہیں

ابوغریب جیل سے ایک مسلمان بیٹی کی فریاد

پیاری بیٹی! تم نے کیا سوچ کر یہ خط ہمارے نام لکھا ہے؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم تو مر چکے ہیں اور کب سے اپنی میتیں اپنے کندھوں پر لئے پھرتے ہیں۔ ہماری پتھرائی ہوئی آنکھوں میں تو کوئی آنسو بھی نہیں کہ تمہیں پارسل کرسکیں بیٹی! تم بجھی راکھ کے ٹھنڈے ڈھیر سے کون سی چنگاریاں تلاش کر رہی ہو؟

❁ بغداد کی ابوغریب جیل سے عراقی خاتون ''نور'' کا خط ''البصرہ'' ویب سائٹ سے جاری ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرانے لگی ہیں مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دے رہی۔ ایک مقامی اخبار میں شائع ہونے والے اس خط کے ترجمہ میں کہا گیا ہے کہ نور نے اپنے خط کی ابتداء اللہ کے نام سے کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلوجہ' خالدیہ اور مادی کے مکینوں کے نام جو میرے اپنے' میرے ہم زبان اور ہم وطن ہیں۔ پھر احساس و ہمدردی سے تہی دست ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب ہیں ابوغریب جیل سے آپ کی بے خطا بہن اپنے لہو لہو پوروں سے قلم تھامے آپ سے مخاطب ہے...... لیکن داستانِ غم کہاں سے شروع کروں' کیسے بیان کروں' وہ مظالم جو عفت مآب بہنیں اور بیٹیاں یہاں جھیل رہی ہیں ہمارے پاکیزہ دامن آلودہ اور سر ڈھانپنے والے آنچل دریدہ ہو چکے ہیں وہ مصائب جو ہم نے اٹھائے ہیں' ان کو سپردِ قلم کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں۔ امریکی درندے ہم پر ایسے ستم ڈھاتے ہیں جو جسم پر ہی نہیں روح پر بھی آبلے ڈال دیتے ہیں۔ ان کی ہوس اور شیطنت ہم کمزوروں پر اپنے پنجے گاڑ دیتی ہے تو ہم میں احتجاج کی سکت نہیں ہوتی۔ ہم گوہرِ عصمت لٹا چکی ہیں اور اب آنکھیں بند کئے موت کی منتظر ہیں کہ جینے کو کچھ بچا ہی نہیں۔ آزاد فضاؤں میں سانس لینے والو! تم انواع واقسام کی نعمتوں سے شکم سیر ہوتے ہو اور بھوک کی شدت ہمیں بے حال کررہی ہے' تم ٹھنڈے مشروبات سے پیاس بجھاتے ہو' ہمیں کبھی پانی کا ایک پیالہ بھی میسر نہیں آتا' تم نرم وگداز بچھونوں پر بآرام سوتے ہو' ہم پرشب بسر کرتیں اور درندوں کا قہر وجبر سہتی ہیں' تم خوشیوں کے جھولے جُھلاتے ہوئے ہمارا بدن آنکھ بنا اپنی بربادی پر روتا رہتا ہے۔ خط میں لکھا ہے کہ اسلامی رہنماؤ! کیا تم اللہ کے کلام اور نبی عربی ﷺ کے فرمان وتعلیم کو بھول چکے ہو۔ مذہب وملت کی رُو سے ہمارے محافظ اور عزتوں کے پاسبان ہو' مگر یہ بات ہم سے پوشیدہ نہیں کہ تم امریکہ کا دست وبازو بن چکے ہو۔ ہم حیران ہیں کہ تم نے محض چند ڈالروں کے عوض غیرت وحمیت کے سودے کر لئے ہیں' ان وحشی درندوں نے ہماری ردائے عصمت کے چیتھڑے کرکے ہواؤں میں اچھال دیئے اور تم ان کے ہم قدم ہو...... پھر غیروں سے گلہ کیسا۔ میرے بھائیو! کہاں ہو تم کہ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ تکتے تکتے پتھرانے لگی ہیں' ہمیں ہوس کے تیز دھار آلے کاٹ رہے ہیں' مگر ویران ساحلوں پر کسی محمد بن قاسم کے قدموں کی چاپ سنائی نہیں دے رہی۔ تاریخ شاہد ہے کہ عراق کے ایک شہر پر رومیوں نے حملہ کیا اور ایک عورت کی حرمت روندنے کی ناپاک جسارت کی اور بغداد کے تخت پر بیٹھے معتصم باللہ تک اس کی فریاد پہنچی تو وہ لبیک کہہ کر نیچے اتر آیا اور اسلامی لشکر کی قیادت کرتے ہوئے امدادرسی کے لئے پہنچا' مگر آج اسلامی دنیا کے کسی گوشے سے ہماری صداؤں پر لبیک کہنے والا کوئی نہیں' کیا ہمارے پہاڑ جیسے دنوں کی اذیتیں' سنگلاخ راتوں کے دکھ اور دلخراش چیخیں کسی کو سنائی نہیں دے رہیں؟ خدارا ہماری خبر لو ہمارے تن داغ داغ کو مشقِ ستم بننے سے بچالو' ہمارے پاؤں سے بندھی غلامی کی بیڑیاں کھول دو' ہم ابوغریب جیل کی اونچی دیواروں سے سر ٹکرا ٹکرا کر لہولہان ہیں' ہمیں اس سے رہائی دلا دو اور میں اس خدا کا واسطہ دے کر تم سے کہتی ہوں جس کی پکڑ سخت ہے کہ جس جس فرد تک میری آواز اور میرا پیغام پہنچے وہ اسے تمام مسلمانوں تک پہنچا دینا اپنا فرض خیال کرے اور ان مظالم سے پوری دنیا کو آگاہ کیا جائے جو ہمارے بے گناہ اور ناتواں جسم سہہ رہے ہیں۔ میری پُرزور اپیل ہے کہ اگر آپ کچھ نہیں کرسکتے اور آپ میں ذرا بھر غیرت موجود ہے تو ممکنہ ہتھیار لے کر اس جیل کو اس کے قیدیوں اور امریکیوں سمیت صفحۂ ہستی سے مٹادو کہ ہم مسلمان بیٹیاں کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں کہلاسکتیں۔ ہم مذہب اور آپ پر دھبہ بننے کی بجائے مرجانا چاہتی ہیں' خدا کے لئے ہمیں مار ڈالیں۔

معاصر عزیز ''نوائے وقت'' کی اشاعت 24 مئی میں ابوغریب جیل سے اسلامیانِ عالم کے نام مسلمان بیٹی نور کی دردانگیز فریاد کا اُردو ترجمہ چھپا تھا۔ اس کا جواب اگلے ہی روز 25 مئی کی اشاعت میں مشہور کالم نویس عرفان صدیقی صاحب کا عبرت انگیز مضمون چھپا۔ عراقی بیٹی کی فریاد اور ایک پاکستانی کا جواب' یہاں دونوں انتہائی افسوس اور ندامت کے ساتھ پیش کئے جارہے ہیں۔ (ادارہ)

پیاری بیٹی نور!

بہت سا پیار اور ڈھیروں دعائیں!

آج صبح ہی ''نوائے وقت'' کی معرفت تمہارا مفصل خط ملا۔ یہ جان کر قدرے افسوس ہوا کہ تم ابوغریب جیل میں ہو' لیکن شکر ہے کہ تم زندہ ہو۔ ہمارے سیانوں کا کہنا ہے کہ بڑی سے بڑی قیمت دے کر بھی زندگی کی دو چار سانسیں مل جائیں تو سجدہ شکر بجالانا چاہے۔ سو تمہیں دل برداشتہ ہونے کے بجائے خوشی اور اطمینان کا اظہار کرنا چاہئے۔ دیکھو بیٹی! جان ہے تو جہان ہے۔ یہ عزت' غیرت' حمیت' عفت' عصمت' حرمت' آن' آبرو اور اس سے ملتے جلتے خرخشے بیمار ذہنوں کی ایجاد ہیں۔ ان خرخشوں کو خواہ مخواہ خوبیوں اور صفات کا نام دے کر انسان کی عظمت اور پہچان بنادیا گیا ہے۔ گئے زمانوں کی ان فرسودہ' بے مغز اور کھوکھلی باتوں کو بھلا دیا جائے تو زندگی بڑی آسان ہو جاتی ہے۔ راتیں لمبی اور دن کڑے نہیں رہتے اور مٹھی بھر زندگی کے لئے سارا اثاثہ لگاتے ہوئے بھی سودا سستا لگتا ہے۔

بیٹی! تمہاری بعض باتیں پڑھ کر مجھے رنج ہوا کہ تعلیم یافتہ' ماڈریٹ' لبرل اور اچھی خاصی روشن خیال ہوتے ہوئے بھی تم عملیت پسندی' زمینی حقائق اور حکمت ودانش کے تقاضوں سے بے خبر ہو۔ مجھے تمہاری باتوں سے کچھ کچھ انتہاپسندی بلکہ بنیاد پرستی کی بو آتی ہے۔ تم نے لکھا ہے

''احساس ہمدردی سے عاری ان لوگوں کے نام جو میرے ہم مذہب ہیں۔ ابوغریب جیل سے آپ کی ایک بے خطا بیٹی اپنے لہولہو پوروں میں قلم تھامے آپ سے مخاطب ہے۔ سمجھ نہیں آتی کہ اپنی داستان غم کہاں سے شروع کروں۔ کیسے بیان کروں وہ مظالم جو عفت مآب بیٹیاں یہاں جھیل رہی ہیں۔ ہمارے پاکیزہ دامن داغدار ہو رہے ہیں۔ ہمارے سرڈھانپنے والے آنچل تارتار ہو رہے ہیں۔ امریکی درندے ہم پر ایسے مظالم ڈھا رہے ہیں کہ ہمارے جسم ہی نہیں روحوں پر بھی آبلے پڑ گئے ہیں۔ جب ان کی ہوس اور شیطنت ہم پر پنجے گاڑتی ہے تو ہم میں احتجاج کی سکت بھی نہیں ہوتی۔ ہم کو ہر عصمت لٹا چکی ہیں اور اب آنکھیں بند کئے موت کی منتظر ہیں کہ زندہ رہنے کو کچھ بچا ہی نہیں۔''

دیکھو نور بیٹی! میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ زندگی جیسی بھی ہو بہت بڑی نعمت ہے باقی سب کچھ محض خواب و خیال ہے۔ شیر اور گیدڑ کے دقیانوسی تصور سے آزاد ہو کر ''سب سے پہلے جان'' کا سنہری اصول اپنا لیا جائے تو سب کچھ لٹا دینے کے بعد بھی مسرت و کامرانی کا یہ فاتحانہ احساس موجود رہتا ہے کہ میں اب بھی زندہ ہوں۔ شروع شروع میں ہم بھی تمہاری طرح بہت پریشان رہتے تھے۔ جب امریکی طیاروں نے ہمارے ہوائی اڈوں سے **57800** اڑانیں بھر کر نہتے فاقہ زدہ اور بے بس ولاچار افغانیوں کو نشانہ بنایا تو پوری قوم تڑپ اٹھی۔ شبرغان جیل میں گورے سپاہیوں اور دوستم کے گرگوں نے ہاتھ پاؤں بندھے قیدیوں کے سینے چھلنی کئے تو ہماری روحیں لرز گئیں۔ جب محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والے بے نوا مسافر دشت لیلیٰ کی سلگتی ریت کا رزق ہو گئے اور ان کی ہڈیاں صحرائی جانور جھنجھوڑتے پھرے تو ہمارے دیوار جاں تک لرز گئی۔ جب گوانتانامو چڑیا گھر کے پنجروں کے لئے پانچ سو سے زائد اہل حرم مشکیں کس کر امریکہ کے حوالے کر دیئے گئے تو کئی دن ہمارے گھروں کے چولہے ٹھنڈے رہے۔ جس دن درویش صفت ملا عبدالسلام ضعیف کو امریکیوں کے پنجہ ستم میں دیا گیا ہمارے دل انگاروں کی طرح دہکتے دہک اٹھے لیکن پھر ہماری زیرک اور معاملہ فہم قیادت نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا جانفزا نعرہ دیا۔ ہمارے اہل دانش نے اس نعرے کی بصیرت افروز تعبیریں کیں اور ہمارے اہل قلم نے ان تعبیروں کو اپنی فکر انگیز تحریروں میں سمویا۔ اس نسخے نے جادو کا اثر کیا۔ سو اب ہماری جلد اتنی چکنی ہو گئی ہے کہ بڑے سے بڑا اسیلاب بھی سبک روی کے ساتھ تیرتا ہوا گزر جاتا ہے۔ ہمارے دلوں کے اوپر والی سطح پتھر جیسی ہو گئی ہے سو کاری سے کاری ہلکی سی خراش بھی نہیں لا سکتا۔ اب ہم شام کو قیلولے سے فارغ ہو کر اپنے نرم و گداز بستروں پر نیم دراز ہو کر اخبارات میں فلوجہ نجف اور کربلا کی لہو میں نہائی داستانیں پڑھتے یا تمہارے ابوغریب جیل سے آنے والی رنگین تصویریں دیکھتے تو ہمارے دماغ میں کوئی چنگاری نہیں سلگتی ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تیز نہیں ہوتیں اور ہماری آنکھوں میں ہلکی سی نمی بھی نہیں آتی۔

اب سید عبدالقادر جیلانیؒ ' امام ابوحنیفہؒ ' حضرت علی المرتضیٰؓ اور سید الشہداءؓ کے مقابر اور مزاروں پر برستے بموں سے ہمارے اندر اتنی سی کسک بھی پیدا نہیں ہوتی جتنی کسک اپنے گھر کی کسی دیوار میں بالشت بھر دراڑ کے آ جانے سے اٹھتی ہے۔ آج کل ہر روز امریکی فوج ہماری مغربی سرحد روندتے ہوئے ہمارے گھر میں گھس آتی ہے اور ہماری بستیوں کے مکینوں کی تذلیل کرتی ہے لیکن ہم اتنی سی حرکت بھی نہیں کرتے جتنی ناک سے مکھی اڑانے کے لئے کی جاتی ہے۔ ''سب سے پہلے پاکستان'' نے ہمیں ''صبر ایوب'' کی ایسی رفعتوں تک پہنچا دیا ہے کہ خود پاکستان کی بے حرمتی پر بھی ہماری غیرت وحمیت جھرجھری تک نہیں لیتی۔

پیاری نور! عراق تو اب تمہارا نہیں رہا لیکن کاش تم ''سب سے پہلے اپنی جان'' کے تابناک اصول کو اپنا سکتیں۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اس نسخے پر عمل کر کے دیکھو تو کافی آفاقہ محسوس کرو گی۔ تم نے ہمیں عیش وعشرت کی زندگی کا طعنہ دیا ہے لیکن بیٹی شاید تمہیں معلوم نہیں کہ ہم بھی پوری جوانمردی کے ساتھ عرصہ جہاد میں ہیں۔ ہمارے جہاد کا نام ''جہاد اکبر'' ہے۔ اس جہاد کی رو سے ہم اس امریکی لشکر کا ہراول دستہ ہیں جس نے تمہارے ملک پر قبضہ کر رکھا ہے۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ پاکستان کے وسیع تر مفاد کی خاطر ہم تمہاری کوئی سفارش کرنے سے قاصر ہیں۔ امریکی لیڈر ادھر آتے جاتے رہتے ہیں لیکن ایجنڈے کے کچھ اور ضروری آئٹمز کے باعث ہم ان فروعی اور سطحی مسائل کا تذکرہ نہیں کر سکتے۔ پھر یہ بھی خطرہ رہتا ہے کہ وہ لوگ کہیں برا نہ مان جائیں۔

بیٹی تم نے مزید لکھا ہے ''اسلامی رہنماؤ! کیا تم اللہ کے فرمان اور رسول ﷺ کی تعلیم کو بھول گئے ہو کہ مذہب و ملت کی رو سے تم ہمارے محافظ اور ہماری عزتوں کے پاسبان ہو۔ مگر تم تو امریکہ کے دست و بازو بن گئے ہو۔ تم نے چند ڈالروں کے عوض غیرت وحمیت کا سودا کر لیا ہے۔ وحشی درندے ہماری عصمتوں کی چادروں کے چیتھڑے اڑا رہے ہیں اور تم ان کے ہم قدم ہو۔ ہماری آنکھیں کسی محمد بن قاسم کی راہ دیکھتے دیکھتے تھک گئی ہیں۔ کیا ہمارے پہاڑ جیسے دنوں کی اذیتیں اور سنگلاخ راتوں کے دکھ اور چیخیں کسی کو سنائی نہیں دے رہیں۔ خدارا ہماری خبر لو۔ ہم مسلمان بیٹیاں کافروں کے بچوں کی مائیں نہیں کہلا سکتیں کچھ نہیں کر سکتے تو ہمیں مار ڈالو۔''

پیاری بیٹی! لگتا ہے تم جذبات کی شدت میں جدید عالمی تقاضوں کو بھلا بیٹھی ہو۔ تمہیں اتنی سی بات بھی یاد نہیں رہی کہ اللہ اور رسول ﷺ کے سامنے جوابدہی تو میدان حشر میں ہو گی اور امریکہ سر پر کھڑا ہے۔ تمہیں شاید علم نہیں کہ اس دوران ہمارے زرمبادلہ کے ذخائر دو ارب ڈالر سے بڑھ کر بارہ ارب ڈالر ہو گئے ہیں اور غربت میں اضافے کے باوجود معیشت کی شرح نمو مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ یہ محمد بن قاسم وغیرہ والی باتیں اب آؤٹ ڈیٹڈ **(Out dated)** ہو گئی ہیں۔ تم نے اسلامی رہنماؤں کی بے حسی کا گلہ کیا ہے جو مناسب نہیں ہے۔ کل ہی عرب ممالک کے رہنماؤں نے ایک قرارداد منظور کی ہے اور ہماری طرف سے بھی گاہے گاہے بیانات آتے رہتے ہیں۔ ہمارے ہاں افغانستان کے شہیدوں کے لہو سے ایک نئی پرعزم سیاسی قوت نے جنم لیا تھا جس کا نام متحدہ مجلس عمل ہے۔ وہ بھی تم سے غافل نہیں۔ آج کل ادھر شدید گرمی پڑ رہی ہے۔ موسم سازگار ہوتے ہی وہ انشاءاللہ بھرپور احتجاج کرے گی۔ ویسے بھی آج کل قاضی حسین احمد یورپی ممالک کا ویزہ نہ ملنے سے آزردہ خاطر ہیں۔ مولانا فضل الرحمٰن قائد حزب اختلاف کی فصیل پر کمند ڈالنے کی حکمت عملی بنانے میں الجھے ہوئے ہیں اور مولانا سمیع الحق ایک تازہ قائمہ کمیٹی کی گتھیاں سلجھا رہے ہیں۔ میں تمہارے خطوط کی نقول انہیں پہنچا رہا ہوں۔ اہم قومی امور سے فراغت پاتے ہی وہ تم سے رابطہ کریں گے۔

اور نور بیٹی! تم سے آخری بات یہ پوچھنی ہے کہ تم نے کیا سوچ کر یہ خط ہمارے نام لکھ بھیجا؟ کیا تمہیں خبر نہیں کہ ہم تو مر چکے ہیں اور کب سے اپنی میتیں اپنے کندھوں پر لئے پھرتے ہیں۔ بجھی راکھ کے اس ٹھنڈے ڈھیر سے کون سی چنگاریاں تلاش کر رہی ہو؟ ہماری پتھرائی ہوئی آنکھوں میں تو کوئی آنسو بھی نہیں کہ تمہیں پارسل کر سکیں۔ اپنی چیخیں ضبط کرنے کی کوشش کرو کہ وہ صحرا کی گونج بن کر ابوغریب جیل تک پلٹ آئیں گی اور تم اور زیادہ پریشان ہو جاؤ گی۔ فلسطین اور کشمیر کی بیٹیاں یہ حقیقت جان چکی ہیں۔ تم بھی جان جاؤ۔ پیاری بیٹی! اپنے پاس پڑوس کی کوٹھڑیوں میں چیختی تڑپتی اور زاری کرتی میری بہنوں اور بیٹیوں کو میرا سلام بولو اور انہیں کہو کہ **58** قبرستانوں کی گہری قبروں میں میٹھی نیند سوئی سوا ارب لاشوں کے آرام میں خلل نہ ڈالیں۔ مردوں کی بے حرمتی نہیں کیا کرتے۔ اللہ تعالیٰ تم سب کو صبر جمیل سے نوازے۔

تمہارا دعاگو
ایک پاکستانی

تنظیم اسلامی کے رفیق کے لئے دعوت کا اوّلین میدان

شاہ وارث

❀ اللہ تعالیٰ نے بندہ مومن پر جو فرائض عائد کئے ہیں ان میں ایک فریضہ دعوت الی اللہ کا ہے۔ اس کی اہمیت واضح کرنے کی میں چنداں ضرورت محسوس نہیں کر رہا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ تنظیم اسلامی کے ایک نومبتدی رفیق بھی اس کی اہمیت سے خوب واقف ہوں گے۔

اسلام جس طرح ہر چیز میں اعتدال کو پسند کرتا ہے اسی طرح دعوت کے سلسلے میں بھی الاقرب فالاقرب کو ملحوظ رکھتا ہے اس کے لئے قرآن مجید جگہ جگہ اسی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ وانذر عشیرتک الاقربین تو کہیں قوا انفسکم واھلیکم نارا کی وحی نازل ہوتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپؐ نے سب سے پہلے اپنی زوجہ، اپنے غلام، اپنے دوست، اپنے چچازاد بھائی اور اپنے دیگر نزدیکی رشتہ داروں سے اس دعوت بارگراں کا آغاز فرمایا۔ گویا قرآن، احادیث اور آپؐ کی سیرت مطہرہ سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک داعی کے لئے دعوت کا سب سے اولین میدان اس کا اپنا گھر ہوتا ہے یعنی اپنے اہل و عیال، اپنے بہن بھائی، اپنے والدین اور اسی طرح اپنے دیگر اقرباء ہماری دعوت کے اولین مستحق ہیں۔ اب فرض کریں ہمارا معاملہ برعکس ہو کہ باہر دروس قرآن اور دروس حدیث کے بے شمار حلقے ہوں، احباب کو خطوط اور ذاتی ملاقاتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہو، ملکی اخبارات و جرائد کے لئے مضامین کا ایک انبار ہو، شب بسریوں کا ایک طومار ہو، ایک روزوں اور دو روزوں کا ایک سیلاب چل رہا ہو، خطابات جمعہ اور تقریریں کرتے کرتے ہم تھکتے نہیں اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے سیرابی محسوس نہ ہو۔ اور دوسری طرف انتہا یہ ہو کہ داعی جی اپنا کنبہ ہی بھول بیٹھے اور دھیان ہی نہ ہو کہ اہل خانہ کدھر جا رہا ہے اور کن وادیوں میں سرگرداں ہے۔ داعی صاحب کو اتنی فرصت بھی نہ ہو کہ ذرا گھر والوں کا حال بھی معلوم کریں اور جانچے کہ میرے اہل خانہ کا میرے ساتھ کتنی ہم آہنگی ہے، میری فکر کو میرے بچے کتنا Follow کرتے ہیں، میری شخصیت کا میرے اہل و عیال پر کتنا اثر ہے، میرے مشن میں کتنے میرے دستِ راست بنے ہیں، میرے دینی نقطۂ نگاہ کو میرے اہل خانہ نے کتنا سمجھا ہے یا یہ کہ جتنا سمجھا ہے اس پر عمل کی کیا پوزیشن ہے؟ یہ کیفیت اگر اطمینان بخش ہو تو اس پر قلب کی گہرائیوں سے رب کریم کا شکر بجا لانا چاہئے اور اگر آپ محسوس کریں کہ اس معاملہ میں کسی بھی پہلو سے فقدان ہے تو سب سے پہلے، سب سے بڑھ کر اور ہر چیز سے مقدم رویہ یہی ہو گا کہ اس فقدان کو ختم کرنے پر سارے توجہات مرتکز کر کے اہل خانہ کے قلوب واذہان کی تبدیلی پر محنت کی جائے اور اسے نشوونما دیں۔ یہ ایک صحتمندانہ جائزہ ہے جسے داعی کو ہر آن پیش نظر رکھنا چاہئے اور اگر معاملہ الٹ ہی رہا کہ داعی حق باہر کے فضاؤں میں تو خیر کی بارشیں برسا کر ایک صالح بیج اگا رہا ہو، ایک صحیح فصل تیار کر رہا ہو اور ''بھول بیٹھا ہے کہ خود موم کا گھر رکھتا ہے'' کے مصداق نتیجتاً گھر کا یہ نقشہ ہو گا کہ اس میں کوئی فرد تنظیم اسلامی کے رفیق تو کجا احباب کی لسٹ میں بھی نام شامل نہیں ہو گا، آپ ان میں مذہب سے بے زاری اور دین سے دوری پائیں گے، ان پر اسلام کی معمولی چھاپ تو کیا دین کو پامال کرنے والے اعمال بھی نظر آئیں گے، ان کے اخلاق آئے روز بگڑتے چلے جائیں گے، انہیں کسی کے ساتھ بات کرنے کی تمیز نہیں آئے گی، مادہ پرستی ان میں پروان چڑھے گی، ان کے دلوں میں دنیا اور مال و دولت کی محبت جڑیں پکڑے گی، ان کے اذہان Consumerism کی لعنت سے بھرے ہوئے ہوں گے، بنگلوں، کاروں اور عہدوں کے پجاری ہوں گے، مغرب پرست لوگوں سے اٹھک بیٹھک اور رشتے استوار کریں گے، سیکولر اور لادینی مخلوق سے ناتا اور تعلقات پر فخر محسوس کریں گے الغرض وہ جہنم کا ایندھن بنتے جا رہے ہوں گے اور حضرت داعی جس کا اولین فریضہ انہیں راہ راست پر لا کر جہنم سے بچانا تھا غافل باشد، ان کی پست کردار آپ کی دعوت راہ میں رکاوٹ ہو گا کیونکہ آپ کے سامعین آپ کی اولاد کو دیکھ کر اندازہ لگائیں گے اور ویسے بھی انگریزی کا ایک مقولہ ہے کہ A tree is known by its fruits یعنی درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ ایک داعی کے لئے ضروری ہے کہ اپنی ذات کو نمونہ بنا کر اور الاقرب فالاقرب کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے اہل خانہ سے دعوت کا آغاز کریں۔ ورنہ یہ معاشرہ بہت حساس ہے اگرچہ ان کے پاس MBBS, PHDs, MBAs اور دیگر اعلیٰ قسم کی ڈگریاں نہ ہوں لیکن وہ محسوس کرتے ہیں کہ داعی جی کے ذاتی اور خانگی کیفیت کیا ہے اگر آپ میں دو رخا پن نہیں پایا گیا تو معاشرے پر آپ کی بات اثر کرے گی اور ناممکن ہے کہ نہ کرے کیونکہ ایمان حقیقی ماحول میں سرایت کرتا ہے، گھر میں دو تین دفعہ دین کی کوئی ہلکی پھلکی بات کرنے سے آپ کو شائد یہ مغالطہ ہو کہ آپ اپنی رعیت سے بَری ہو چکے ہیں لیکن برا نہ مانئے یہ شیطان کا بہت بڑا دھوکا ہے ایک بہت وسیع جال اور چال ہے، جس میں آپ پھنسے ہیں۔

حقیقی عمل صالح معاشرے کو منور بنا دیتا ہے اور اگر داعی کے خود اپنے اعمال درست نہ ہوں اور صرف باتوں کا غازی بنا پھر رہا ہو، معمولی امتحان اور آزمائش میں پیٹھ دکھا کر روگردانی کر رہا ہو، غم کے موقع پر ساری ہندوانہ رسومات ہوں، خوشی اور مسرت کے مواقع مغربی کلچر سے بھرے ہوں ان میں انڈین گانے بج رہے ہوں، کھڑے ہو کر کھانے تناول کئے جا رہے ہوں، پیپسی کولا کی بوتلوں سے محض دسترخوان کی زینت بڑھا کر کشمیری اور فلسطینی بچوں پر گولیاں برسائی جا رہی ہوں، دس اور بارہ بارہ ڈشیز پکا کر اسراف و تبذیر اور نام و نمود کی نمائش کی جا رہی ہو تو یہ لم تقولون مالا تفعلون کی واضح قرآنی آیت کی زد میں آتا ہے اور ایسی روش اللہ کے غصے کو بھڑکانے والی ہوتی ہے۔ تو یہ نہ صرف دین کے تمام تر اصولوں کے منافی ہے بلکہ یہ ایک مریضانہ قسم کا عدم توازن بھی ہے۔ میرے نزدیک ہمیں زیادہ تر توجہ اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی پر مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال اور دیگر نزدیکی رشتہ داروں سے دعوت کا آغاز کرنا چاہئے اور عوام الناس کو دوسرے نمبر پر ٹارگٹ کرنے چاہئیں ورنہ باہر کی دینی بھاگ دوڑ گھر کی غفلت والے ماحول کی تلافی کے لئے شائد کافی نہ ہو اور یہ مریضانہ قسم کا عدم توازن جس کو قرآن مجید نے بڑے احسن پیرائے میں یوں بیان کیا ہے کہ تم دوسروں کو تو نیکی کا حکم دیتے ہو لیکن خود کو بھلا دیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دین اسلام کے صحیح مزاج سے آگاہ فرما کر اس پر مکمل عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

دعائے مغفرت

رفیق تنظیم اسلامی اور ''ندائے خلافت'' کے کالم نویس جناب عابد اللہ جان کے والد محترم گزشتہ دنوں پشاور میں وفات پا گئے ہیں۔ قارئین ندائے خلافت اور رفقاء واحباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

شہر بہ شہر قصبہ بہ قصبہ ”تنظیم اسلامی“ کی سرگرمیاں اور اطلاعات

ہفت روزہ مبتدی تربیت گاہ 9 مئی تا 15 مئی

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی گڑھی شاہو لاہور میں مبتدی تربیت گاہ کا آغاز 9 مئی بروز اتوار بعد نماز عصر ہوا۔ ناظم تربیت محمد شاہد اسلم صاحب نے افتتاحی کلمات میں تربیت گاہ کا مقصد اور پروگرام واضح کیا۔ ہفتہ بھر کا معمول کچھ اس طرح سے تھا کہ رفقاء کو تہجد کے وقت بیدار کیا جاتا۔ انفرادی نوافل کی ادائیگی کے بعد نماز فجر سے قبل ادعیہ ماثورہ یاد کرائی جاتیں۔ نماز فجر کے بعد محترم شاہد اسلم صاحب درس قرآن دیتے۔ درس قرآن کی نشست کے بعد ناشتے اور تیاری کا وقفہ ہوتا۔ صبح ساڑھے آٹھ بجے سے لے کر دوپہر ایک بجے تک ایک ایک گھنٹے کے دورانیے پر مشتمل لیکچرز ہوتے۔ ظہر سے عصر تک طعام و آرام کا وقفہ دیا جاتا۔ عصر تا مغرب بالعموم تعارفی نشست منعقد ہوتی رہی۔ جس میں تمام رفقاء کو سوال و جواب کا موقع بھی ملا۔ ایک سوال کے جواب کے ضمن میں آپ نے دیگر دینی جماعتوں اور تحریکوں کے ہوتے ہوئے تنظیم اسلامی کا انتخاب ہی کیوں کیا؟ تمام رفقاء تقریباً اس بات پر متفق نظر آئے کہ تنظیم اسلامی کی دعوت کا محور اور مرکز قرآن حکیم ہے اور اس انقلابی جماعت کے مراحل اور طریقہ کار سیرت رسول عربی ﷺ سے اخذ کردہ ہیں۔ مغرب سے عشاء تک بانی محترم کے ویڈیو لیکچرز بعنوان ”اسلام کا انقلابی منشور“ دکھائے جانے کا معمول رہا۔ کھانے کے بعد رفقاء ساڑھے دس بجے تک لائٹیں آف کر کے سو جاتے۔ ہفتہ بھر لیکچرز کا شیڈول درج ذیل ہے۔

10 مئی بروز پیر: کے لیکچرز کا آغاز ناظم تربیت شاہد اسلم صاحب نے دستور کے مطالعے سے کیا۔ ناظم دعوت رحمت اللہ بٹر صاحب نے ”ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت“ پر مفصل لیکچر دیا۔ چائے کے وقفے کے بعد حافظ عبداللہ محمود صاحب نے ”انفاق فی سبیل اللہ“ کے عنوان پر گفتگو کی۔ ”ایمان بالآخرت“ پر رحمت اللہ بٹر صاحب نے خطاب فرمایا۔

11 مئی بروز منگل: حافظ عبداللہ محمود صاحب نے ”تزکیہ نفس“ کے عنوان پر نہایت پراثر اور مدبرانہ لیکچر دیا۔ ”رفقاء کے بنیادی اوصاف“ ناظم اعلیٰ اظہر بختیار خلجی صاحب نے بیان کئے اور ”ذاتی احتسابی یادداشت برائے رفقاء تنظیم اسلامی“ کی اہمیت واضح کی۔ رحمت اللہ بٹر صاحب نے پراثر انداز میں ہمارے معاشرے میں رائج غیر اسلامی رسومات کا پوسٹ مارٹم کیا اور ان رسومات کے سدباب کے لئے لائحہ عمل پیش کیا۔

12 مئی بروز بدھ: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب نے ”عبادت رب“ ”شہادت علی الناس“ اور ”فریضۂ اقامت دین“ پر یکے بعد دیگرے تین لیکچرز دیئے۔ انہوں نے جہاں ان موضوعات کی عملی اہمیت واضح کی وہاں ان تینوں عنوانات کے باہمی ربط و تعلق پر بھی روشنی ڈالی۔ نماز مغرب کے بعد ناظم اعلیٰ تحریک خلافت پاکستان عبدالرزاق نے ”ہم عصر تحریکوں میں دعوت کا کام کیسے کیا جائے“ کے عنوان سے گفتگو فرمائی۔

13 مئی بروز جمعرات: معاون ناظم دعوت محمد اشرف وصی صاحب نے ”فرائض دینی کے جامع تصور“ پر مذاکرہ کرایا۔ چائے کے وقفے کے بعد بانی تنظیم کے لیکچر ”جہاد فی سبیل اللہ کے لوازم و مراحل“ کی ویڈیو دکھائی گئی۔

14 مئی بروز جمعۃ المبارک: کے لیکچرز کا آغاز انجینئر محمد علی صاحب کے پُرسوز لیکچر بعنوان ”علم کی فضیلت اور قرآن حکیم“ سے ہوا۔ انہوں نے علم کی اقسام اور علم وحی کی فضیلت پر روشنی ڈالی۔ ”مروجہ سیاست و تنظیم اسلامی“ پر ناظم نشر و اشاعت ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے لیکچر دیا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے رفقاء کو مسجد دارالسلام باغ جناح لے جایا گیا۔ جہاں انہوں نے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کا ”موجودہ دجالی تہذیب اور سورۂ کہف“ پر مفصل خطاب سنا۔ شرکاء کو قرآن آڈیٹوریم اور قرآن اکیڈمی کی سیر بھی کروائی گئی۔ جس میں بانی تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب سے نہ صرف تفصیلی تعارفی نشست ہوئی بلکہ سوال و جواب کا بھی موقع ملا۔ جس سے شرکاء نے بھرپور استفادہ کیا۔

15 مئی بروز ہفتہ: انقلابی کارکنوں کے اوصاف“ جناب رحمت اللہ بٹر صاحب نے بیان کئے۔ امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید صاحب نے ”قرارداد تاسیس“ کا مطالعہ کرایا اور شرکاء کا تعارف بھی حاصل کیا۔ تربیت گاہ کے اختتام پر مرکزی ناظمین نے اپنا تعارف کرایا۔

تربیت گاہ کے یہ پروگرام ازحد انتہائی منظم اور روح پرور تھے۔ اس سے نہ صرف ہمیں تنظیم کے انقلابی فکر اور طریقے کار کو سمجھنے میں مدد ملی بلکہ دین کی بنیادی تعلیمات سے مزید واقفیت پیدا ہوئی۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور اخروی نجات کا ذریعہ بنائے۔ (آمین) (مرتب: محمد عثمان بیگ' مبتدی رفیق' ناررروال)

حلقہ سندھ زیریں شب بسری

مورخہ 15-16 مئی 2004ء بمطابق 25 ربیع الاول 1425ھ بمقام قرآن اکیڈمی' یاسین آباد میں رات ساڑھے نو بجے پروگرام کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے تنظیم اسلامی کورنگی کے امیر جناب عامر خان صاحب نے مولانا امین احسن اصلاحی صاحب کی تحریر ”دعوت دین اور اس کا طریقہ کار“ کا مطالعہ کروایا۔ ان کا سبق ”دعوت دین کے موافقین“ پر مبنی تھا۔ انہوں نے اس کے ذیل میں تین گروہوں کی بابت بتایا' ایک سابقون الاولون' دوسرے متبعین بالاحسان اور تیسرے ضعفاء۔ اس تیسرے طبقے کے دو جزو بیان کئے گئے یعنی اخلاص نیت رکھنے والے اور منافقین' موخرالذکر ہی وہ گروہ ہے کہ جو ایک داعی کے لئے سب سے زیادہ نقصان کا باعث بنتا ہے۔ اس کے بعد تنظیم اسلامی سوسائٹی کے ناظم مالیات ڈاکٹر محمد الیاس صاحب نے حاصل مطالعہ پیش کیا۔ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعے میں ہمارے لئے اسباق کو پیش کیا۔

صبح صادق سے کچھ پہلے' ساڑھے تین بجے رفقاء کو تہجد کے لئے اٹھایا گیا۔ نماز فجر کے بعد تنظیم اسلامی کورنگی کے رفیق انجینئر نعمان اختر نے درس حدیث دیتے ہوئے اللہ سے حیا کرنے کے حق کو بیان کیا۔ انہوں نے دین اور باطن کو پاک اور اللہ کے تابع فرمان رکھنے کی اہمیت واضح کی۔ اس کے بعد آرام اور پھر ناشتے کے لئے وقفہ کیا گیا۔ وقفہ کے بعد تنظیم اسلامی سوسائٹی کے رفیق عاطف الحق صاحب نے سورہ ن والقلم کے ذریعے سے تذکیر بالقرآن فرمائی۔ انہوں نے آخرت کو سامنے رکھتے ہوئے عمل انجام دینے کی ضرورت کو مؤکد کیا۔ ان کے بعد تنظیم اسلامی شمالی کے رفیق جناب اختر ندیم صاحب نے قرآن کو سنت کی روشنی میں حالات حاضرہ پیش کیا۔ انہوں نے Rand Corporation کی کتاب Civil and Democratic Islam (1983) کے حوالوں سے امریکی اور مغربی یورش کو مبرہن کیا اور عمل کے لئے صحیح راہ کے تعین پر زور دیا۔ آخری پروگرام میں منتخب نصاب کے ذیل میں سورہ جمعہ کے دوسرے رکوع کا مطالعہ تنظیم اسلامی کے شجاع الدین شیخ صاحب نے کرایا۔ اختتام پر تنظیم اسلامی حلقہ سندھ زیریں کے ناظم تربیت جناب عمران صاحب امیر حلقہ کے کراچی سے باہر ہونے کی وجہ سے امیر حلقہ سے موصول ہونے والی اطلاعات رفقاء کے سامنے رکھیں اور کچھ تذکیری باتیں ارشاد فرمائیں۔ پروگرام کا اختتام اتوار کی صبح گیارہ بجے ہوا۔ (رپورٹ: فہد یونس)

تنظیم اسلامی میرپور کے تحت حلقہ ہائے دروسِ قرآن کا قیام

قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اور ہر انسان ہدایتِ خداوندی کا اسی طرح محتاج ہے جس طرح مادی زندگی کے لئے پانی اور غذا کا محتاج ہے۔ جو شخص بھی قرآنی ہدایت کو عام کرنے کی کوشش کرتا ہے' وہ انسانیت کا محسن ہے۔ میرپور شہر میں تنظیم اسلامی کی سرگرمیوں کا آغاز فیاض اختر میاں کے میرپور آنے سے ہوا۔ اُن کی کوششوں سے ماہ مارچ میں ”استحکام پاکستان“ کے عنوان سے رحمٰن میرج ہال میں کامیاب جلسہ عام منعقد کیا گیا جس میں امیر حلقہ خالد محمود عباسی صاحب نے ولولہ انگیز خطاب کیا۔ انہی کی کوششوں سے درسِ قرآن کے حلقے قائم ہو چکے ہیں۔

(1) ہر سوموار صبح 8 بجے تا 9 بجے دفتر انکم ٹیکس میں کمیٹی روم میں منتخب نصاب کا درسِ قرآن ہوتا ہے۔ افتخار احمد صاحب ملتزم رفیق نہایت کامیابی سے درسِ قرآن کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔

(2) جناح سکالرز اِن F/1 میں جناب ارشد جاوید چوہان پرنسپل کی خواہش اور کوششوں سے ہر اتوار

⇦

کو 10 بجے تا 11 بجے درسِ قرآن کی ذمہ داری راقم ادا کر رہا ہے۔ حاضرین کی تعداد بڑھ رہی ہے۔ پڑھے لکھے حضرات شریک ہوتے ہیں۔ پرنسپل موصوف خود بھی بہت دینی جذبہ رکھتے ہیں اور وقتاً فوقتاً خود بھی درسِ قرآن دیتے ہیں۔

(3) ہر ماہ ایک نشست درسِ قرآن جامع مسجد ریاض الجنۃ نزد سپنٹیکس' خطیب مسجد اور نقیب اُسرہ کی کوششوں سے منعقد ہو رہی ہے۔ قاری شبیر احمد صاحب سلفی یہاں درسِ قرآن دیتے ہیں اور وہ اس مسجد کے اعزازی خطیب بھی ہیں۔

دروسِ قرآن کے ان حلقوں کی کامیابی کے لئے افتخار احمد صاحب اور محمود اختر صاحب شب و روز محنت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو شرفِ قبولیت عطا کرے اور اپنے ان بندوں کو جزائے خیر سے نوازے! آمین (رپورٹ: سید محمد آزاد' میرپور آزاد کشمیر)

حلقہ سرحد شمالی کا شب بسری پروگرام

اسلام کے عادلانہ نظام کو قائم کرنے کے لئے بانیٔ تنظیم اسلامی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تیار کردہ ٹیم ہمہ وقت مصروفِ عمل ہے۔ اس سلسلے کی ایک کڑی کی صورت میں قلب خراسان ملاکنڈ ڈویژن تیمر گرہ میں یکم مئی 04ء کو شب بسری کا انعقاد ہوا۔ سب سے پہلے شوکت اللہ صاحب نے بیعت کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نماز عشاء و عشائیہ کے بعد فرمان رسول ﷺ کے عنوان سے درسِ حدیث کا پروگرام تھا جس کو محمد صدیق سواتی نے ادا کیا۔ اس کے بعد علامہ اقبال اردو اور فارسی اشعار سے مزین ناظم دعوت غلام اللہ خان حقانی صاحب کا خطاب بعنوان ''اقبالیات'' تھا اور ان کے حوالے سے دین اسلام کے انقلابی پروگرام کو اجاگر کیا۔ اگلے روز بعد از نماز فجر ممتاز بخت صاحب نے درسِ قرآن دیا۔ آخر میں غلام اللہ خان حقانی صاحب نے رفقاء سے بعض اہم امور پر مشورے لئے اور یوں دعائیہ کلمات پر یہ پروگرام اختتام کو پہنچا۔

(تنظیم الحق' ناظم مالیات' حلقہ سرحد شمالی)

حلقہ پنجاب وسطی کا دو روزہ اجتماع

رفقاء کی تربیت اور علاقہ کے احباب میں دینی فکر کو اجاگر کرنے کے لئے حلقہ پنجاب وسطی کے زیر اہتمام یکم اور 2 مئی 2004ء کو قرآن اکیڈمی جھنگ کی زیر تعمیر عمارت میں ایک دو روزہ اجتماع منعقد ہوا۔ امیر حلقہ مختار فاروقی صاحب نے اس کے انتظامات کی منصوبہ بندی فرمائی۔ اکیڈمی کی اسی عمارت میں ہونے والی پہلی 25 روزہ قرآنی تربیت گاہ 29 اپریل کو مکمل ہوئی' جس میں موصوف کی بھرپور مصروفیت رہی۔ مذکورہ اجتماع میں شرکت کے لئے حلقہ پنجاب وسطی کے تینوں اضلاع جھنگ' لیہ اور ٹوبہ کے رفقاء و احباب کو دعوت دی گئی تھی۔ اکیڈمی کے لائبریری ہال میں یکم مئی صبح 9 بجے پروگرام کا آغاز قاری عبدالباسط کی تلاوت سے ہوا۔ جو بذریعہ کمپیوٹر سی ڈی سنائی گئی۔ امیر حلقہ مختار فاروقی صاحب نے اپنی افتتاحی گفتگو میں اس اجتماع کی غرض و غایت بیان کی اور حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ پہلے دن کے پروگرام کے مقررین تنظیم کے رفقاء ہی تھے۔ پہلا خطاب شورکوٹ کے ملتزم رفیق عاطف عماد صاحب کا تھا۔ انہوں نے نہی عن المنکر کی اہمیت واضح کی۔

امیر حلقہ مختار فاروقی صاب نے دو نشستوں میں امت مسلمہ کے عروج و زوال پر تفصیل سے گفتگو کی۔ انذارِ آخرت کے موضوع پر ٹوبہ کے ملتزم رفیق محمد نواز صاحب نے خطاب فرمایا۔ رفیق تنظیم میجر (ر) محمد احسن صاحب نے نہایت دلکش انداز میں اپنی داستان سنائی کہ انہوں نے تنظیم اسلامی میں کیسے اور کیوں شمولیت اختیار کی۔ راقم نے منہج انقلاب نبویؐ کو تین خطابات میں بیان کرنے کی کوشش کی۔ چائے' طعام اور مختصر آرام کے وقفوں سے یہ پروگرام نماز عشاء تک جاری رہا۔ رفقاء حلقہ کے علاوہ احباب کی کثیر تعداد نے ان خطابات کو بڑی دلچسپی اور انہماک سے سنا۔

2 مئی بروز اتوار قرآن اکیڈمی کے آڈیٹوریم میں سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر سیمینار منعقد ہوا۔ امیر حلقہ پنجاب غربی محمد رشید عمر صاحب' جماعت اسلامی کے پروفیسر گوہر صدیقی صاحب نے حضور اکرم ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر گفتگو فرمائی۔ پروگرام کے آغاز میں ایک نوجوان قاری نے سورۃ الصف کی تلاوت فرمائی۔ اور نذرانہ عقیدت بحضور نبی اکرم ﷺ پیش کرنے کے لئے عبدالحمید چشتی صاحب نے نہایت خوش اسلوبی سے نعت شریف پڑھی۔ سیرت النبیؐ کے اس مقدس پروگرام میں تنظیم الاخوان کے رکن عبدالرزاق اویسی صاحب نے اپنا منظوم کلام سنایا۔ پروگرام کے مہمان خصوصی امیر تنظیم اسلامی پاکستان حافظ عاکف سعید صاحب نے سورۃ الاعراف کی آیات 156 اور 157 کے حوالے سے امت مسلمہ کی ذمہ داریاں بیان کیں۔ آپ نے فرمایا کہ اقامتِ دین کی جدوجہد اور اتباعِ قرآن ایمان بالرسالت کے اہم ترین تقاضے ہیں۔ جھنگ کی ایک معروف شخصیت محمد انور چیمہ صاحب کی دعا پر یہ نشست اختتام پذیر ہوئی۔

نماز ظہر کے بعد دوسری نشست کا آغاز ملتزم رفقاء کے تعارف سے ہوا۔ بعد ازاں صدر مجلس امیر تنظیم اسلامی نے موجودہ حالات کو بیان کرتے ہوئے دنیا میں مسلمانوں کی زبوں حالی کا تذکرہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی مسلسل نافرمانی کی مرتکب ہے۔ اس کے نتیجے میں مسلمان اللہ تعالیٰ کے عذاب کی زد میں ہیں۔ آپ نے بتایا کہ اس سے بچنے کی واحد صورت توبہ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ بیرونی سہاروں پر تکیہ کرنے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی ذات پر توکل کریں اور اسی کی اطاعت اختیار کریں۔ 25 روزہ قرآنی تربیت گاہ میں کل وقتی شرکت کرنے والے احباب نے امیر محترم سے اسناد وصول کیں۔ سیرت النبیؐ کے پروگرام کی سماعت کے لئے احباب کے علاوہ خواتین کے لئے بھی باپردہ انتظام تھا۔ آخر میں رفقاء و احباب کی طعام سے تواضع کی گئی اور یہ دو روزہ اجتماع قرآن و سنت سے گہرے تعلق اور اس پر عمل کے تازہ جذبوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ (راقم: پروفیسر خلیل الرحمٰن' امیر تنظیم ٹوبہ)

سیرت النبیؐ پروگرام میں ناظم دعوت حلقہ سرحد شمالی مولانا غلام اللہ خان حقانی کی شرکت

11 مئی بعد از نماز عشاء سیرت النبی ﷺ کے سلسلے میں ایک اہم پروگرام جامع مسجد اُوچ میں منعقد ہوا۔ اس سلسلے میں اسرہ اوچ کے رفقاء نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ رفقاء نے جگہ جگہ اشتہارات لگانے کے ساتھ ساتھ بہت سے دعوت نامے بھی ارسال کئے۔ جامع مسجد کے خطیب نے بعد از نماز اس پروگارم کے لئے خوبصورت انداز میں اعلان کیا۔ یاد رہے کہ اوچ میں عید میلاد النبی کی بڑی پررونق تقاریب ہوتی ہیں۔ جن میں دور دور سے عاشقانِ رسولؐ شرکت کے لئے آتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے اس پروگرام کے انعقاد کا اصل مقصد سیرت النبیؐ کے انقلابی پہلو کو اجاگر کرنا تھا۔ مولانا غلام اللہ خان نے سوا گھنٹہ کے اس پروگرام میں موضوع کے جملہ پہلوؤں پر مدرجہ جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے ان لوگوں کے ایمان و ضمیر کو جھنجھوڑا جو سیرت النبی کو نعت خوانی یا قصہ گوئی تک محدود کر کے اس اہم دینی موضوع کے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں۔ آپ نے کہا کہ یہ اپنی جگہ صحیح ہے کہ حضور کے ساتھ محبت و عقیدت کا جذبہ امت مسلمہ میں اجاگر کیا جائے لیکن حضور ﷺ سے محبت و عقیدت کا جو معیار قرآن و سنت مقرر کرتا ہے وہ یکسر مختلف ہے۔ آپؐ سے محبت کے لئے قرآن کا مقرر کردہ معیار 'اتباع رسول' اگر نظر نہ ہو تو وہ شخص اپنے دعوے میں سچا نہیں ہوگا۔ آپ نے کہا کہ آپؐ سے محبت کا اولین تقاضا یہ ہے کہ حضورؐ جس دین کے غلبہ اور اقامت کے لئے دنیا میں بھیجے گئے تھے۔ اس کے لئے ہم اپنا تن من دھن لگا دیں۔

(شاہ وارث' معتمد حلقہ سرحد شمالی)

ضرورت رشتہ

☆ لڑکی عمر 30 سال' قد 5-3' تعلیم ایم اے اسلامیات (لیکچرار) مذہبی رشتہ' ذات کی قید نہیں کم از کم تعلیم بی اے اور برسرِ روزگار ہو
رابطہ: مسز عامر فون: 0300-4182773

☆ عمر 22 سال' تعلیم بی اے' جامعہ اشرفیہ سے مختلف کورس کئے ہوئے گجر برادری کی قبول صورت لڑکی کے لئے برسرِ روزگار دینی رشتہ درکار ہے
رابطہ: محمد سلیم فون: 5761130

☆ گریجوایٹ' گائناکالوجسٹ (نرسنگ)' عمر 25 سال' انصاری خاندان' خوبصورت' خوب سیرت لڑکی کے لئے پڑھا لکھا' دینی مزاج کا حامل لاہور سے رشتہ درکار ہے۔
رابطہ: سردار اعوان فون: 03-5869501 (042)

religion." Doesn't matter if Bush and his generals do not do so.

4. **Invasion and occupation of any Muslim country** (with or without using religious terms) **in the name of imposing the most exploited and convoluted form of secular democracy.** The worries expressed by the White House and Pentagon at the news that an Islamic government might take power in Iraq is a clear.

5. **Presenting Islam as an evil by taking its concepts out of context and presenting with the objective to demonize a people and their religion**, like Boykin statement, Vatican recent article, and Daniel Pipes and Thomas Friedman's never ending diatribe.

6. **Directing all kinds of deweaponisation attempts at Muslims states alone.** Read November 12 editorials of *New York Times* and *Washington Times* about disaming Iran and Syria respectively. But history of these papers show that they never mentioned stripping Israel of its WMD.

7. **Associating everything wrong in a Muslim country** (such as "oppression" of the Taliban) **with Islam, but dissociating religion and democracy from the systematic dehumanization carried out by countries** such as Israel and the United States.

8. Appointing and celebrating extremists such as Daniel Pipes and Boykin at top policy formulation and execution levels.

9. **Denying only Muslims the right to self-determination, self-defense, self-governance, non-interference in their affairs, true independence and real democracy of establishing governing mechanism of their own choice.** Killing thousands upon thousands in Iraq and elsewhere "for democracy" is justified. But Musharraf, Mubarak, King Hassan, Kind Abdullah, Abdelaziz Bouteflika, Islam Karimov and others' undemocratic rules must be sponsored and protected because they are as good at undermining Islam as the rest, united in a war on Islam.

Vatican's recent move will further inflame the ongoing war on Islam. Those who are silent would soon open their mouths like Boykin. Vatican's waited till the occupation of Iraq and Afghanistan. Other would open up a few invasions later.

We hope that is soon, for it would give a chance to those Muslims and non-Muslims who still believe the ever increasing bloody campaigns for "combating terrorism" in every corner of the Muslim world and the violent adventures for "liberation and democracy" are not actually parts of the wider war on Islam.

QURAN COLLEGE OF ARTS & SCIENCE
Registered & Recognised by the BISE Lahore

دنیوی اور دینی تعلیم کا حسین امتزاج

قرآن کالج آف آرٹس اینڈ سائنس

نگران وسرپرست: ڈاکٹر اسرار احمد

داخلے جاری ہیں

Classes:

- FA (Arts Group)
- FA (General Science)
- I.Com (Banking/Computer)
- ICS (Math+Stat+Computer Science)
- ICS (Math+Physics+ Computer Science)
- BA (Economics+Maths)
- BA (Other Combinations)

- ایک مکمل تعلیمی وتربیتی پروگرام
- بنیادی دینی تعلیم کا خصوصی اہتمام
- بورڈ اور یونیورسٹی کے نصاب تعلیم کی معیاری تدریس
- آڈیو اور ویڈیو سہولتوں سے آراستہ
- لاہور کے خوبصورت اور پرسکون علاقے میں شاندار عمارت
- انتہائی محنتی اور قابل اساتذہ
- ہم نصابی سرگرمیوں میں تحریر وتقریر پر خصوصی توجہ
- مثالی نظم وضبط
- وسیع وعریض، قابل دید، ایئر کنڈیشنڈ آڈیٹوریم
- ہاسٹل کی محدود سہولت، فرنشڈ کمرے
- کمپیوٹر ایپلیکیشنز میں Office 2000 کی لازمی اور مفت تعلیم

مزید تفصیلات کے لئے درج ذیل پتے سے پراسپکٹس طلب کیجئے

قرآن کالج 191 اتاترک بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن لاہور ☎ 5833637

کیا آپ جاننا چاہتے ہیں کہ

❁ ازروئے قرآن حکیم ہمارا دین کیا ہے؟ ❁ ہماری دینی ذمہ داریاں کون کون سی ہیں؟
❁ نیکی، تقویٰ اور جہاد کی اصل حقیقت کیا ہے؟

تو مرکزی انجمن خدام القرآن کے جاری کردہ مندرجہ ذیل خط وکتابت کورسز سے فائدہ اٹھایئے:
(1) قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس (2) عربی گرامر کورس (I'II'III) (3) ترجمہ قرآن کریم کورس
مزید تفصیلات اور پراسپکٹس (مع جوابی لفافہ) کے لئے رابطہ:
شعبہ خط وکتابت کورسز 'قرآن اکیڈمی' 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور

Vol: 13 **Regd. No. LRL -50** **No. 23**

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore

View Point

Abid Ullah Jan
(e-mail: abidjan@tanzeem.org)

Vatican Joins the War on Islam

Vatican has joined the ranks of intellectual warriors who are battling Islam with renewed zeal since the fall of Soviet Union. The world has not seen such an unremitting assiduity and unflinching determination shown by such a larger number of people. The Vatican's joining their ranks has put a stamp of approval on the misconceptions spread by the persons such as Daniel Pipes and opened a new front in the war on Islam.

A Jesuit magazine, La Civilta Cattolica, thought of as the semi-official voice of the Vatican, published an article, apparently to highlight the "desperate plight" of Christians in Muslim countries, but in reality its objective is to criticize the main concepts of Islam in which Jihad clearly stands out.

The article notes, "for almost a thousand years, Europe was under constant threat from Islam, which twice put its survival in serious danger." The article reduces the concept of jihad in Islam to a "precept of Jihad" as if it entails nothing other than a blind order to fight all non-Muslims and conquer their lands irrespective of any circumstances.

The article continues: "Obedience to the precepts of 'holy war' explains why the history of Islam is one of unending warfare for the conquest of infidel lands." It must go without saying that articles in this magazine are published after approval of the secretary of state of the Vatican.

Intellectual warriors against Islam have taken heart from the Vatican's direct attack on the concepts of Islam. It is an opportunity for them to give air to their agenda and promote their objectives of demonizing Islam.

A subsequent column by Diana West, Christians and Muslims, in *Washington Times* (Nov 07, 2003) is a classic example of anti-Islam write-ups in the intellectual war that Bush and company are transforming into practical reality. This article endorses what has been put forward by La Civilta Cattolica, promotes the war on Islam by presenting it a threat to Christianity and interestingly concedes many facts which could be eye-openers for those who still prefer to live in denial.

Vatican-watcher, Sandro Magister, a source close to the heart of the Catholic Church considers it a "strikingly severe" article in almost 30 years. Instead of considering it "severe" from the point of view of the alleged Christian condition, or severe attack on the fundamentals of Islam, analysts such as Diana West lose no time to consider it a sever attack on "Islamic rule" and "Islamic societies," knowing nothing at all there that is no Islamic rule and true Islamic society in existence in the present world. Muslims, however, they are, but none is functioning strictly in accordance with the Islamic principles.

The article in La Civita Cattolica considers it a "seeming, rather curious fact" that "Christianity…practically disappeared." Ignoring what the US is imposing in Iraq and Afghanistan by conquest, analysts in Washington are quick to add that Christianity practically disappeared "where Islam imposed itself by conquest."

According to anti-Islam analysts in Washington, as a result of Muslims' "obedience" to the "precept" of Jihad, "between roughly one-quarter and one-third of the estimated Christian population of the Middle East has emigrated over the past decade to the free word." Is there anyone to count the number of Muslims that emigrated from the US alone in the past two years and the number of Muslims who have been systematically incarcerated or subjected to secret trials and deportations back to the US? Perhaps no one.

Any word from Muslims to expose hypocrisy of the Bush administration and the forces behind it as "hate speech." However, the Vatican approved anti-article article is praised by Richard Neuhaus, a Catholic priest and editor of First Things magazine as "the greatest straightforwardness." The concept of Jihad, said Neuhaus, is one of the "difficulties of Islam." This is the truth and "dialogue" with interfaith and "moderate" interlocutors of Islam "cannot be purchase at the price of telling the truth."

It is interesting to note that persons such as Michael Novak of the American Enterprise Institute explains it for the spineless Muslims that Vatican has been encouraged to speak out by the failure of the "Arab street" to stand in revolt against the US-led wars in Afghanistan and Iraq. "My own hypothesis," he said, "is that change in the Arab world has allowed the Vatican to be more candid."

Nina Shea, whose organization, Freedom House, can assess freedoms elsewhere but in the US, takes advantage of the opening of new front by Vatican by attempting to present Islam as the ever growing threat to the Western world. "Before 1990s," Ms. Shea said, "the biggest persecutors of Christians were communists countries." With the fall of communism, majority of the Western analysts targeted Islam and the results are before our eyes today. No satisfied with the US progress against Islam on both the intellectual and practice fronts, Nina Shea concludes, "we are still very naïve…we need to educate people."

Now that Vatican has joined the forces of educating people about Islam in this manner, one wonders how to wake up those who still prefer to live in denial and believe that it is not a war on Islam and is basic concepts and principles.

We must keep in mind that any of the following amounts to a war on Islam whether carried out by Muslims or non-Muslims:

1. **Attempts at different levels for relegating Islam to a few rituals, in specific places, at certain times alone**. (Islam's requirement of worshipping Allah is not limited to 5 prayers, fasting, Hajj, etc. A Muslim doing business, leading family or representing community is as much in worship of Allah as much he is in prayers and the principles of Islam governs all aspects of a Muslim life as much as the principles for the few rituals.)

2. **Continuously working to divide Muslims into extremist, radical, fundamentalist, moderate and liberal Muslims**. The absurdity is obvious from page 13 of the *Times* (November 10), where it classifies even some of the Taliban as "moderate." So by simply definition, anyone who could be purchased, persuaded, cajoled or forced into joining the ranks with the US and its allies is a moderate and the rest are fundamentalists.

3. **Any attempt at proving that Islam has nothing to do with the government or the governing principles in a Muslim country has nothing to do with Islam**. Just as Collin Powell instructed Muslims at a recent *Iftar* party to "keep government out of